

أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ القرآن

قرآن وسنت وعلمائے اُمت کی روشنی میں

گستاخ رسول ﷺ کی سزا



سر تن سے جدا

- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان حنفی بریلوی
- غزالی دوران حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی
- شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی

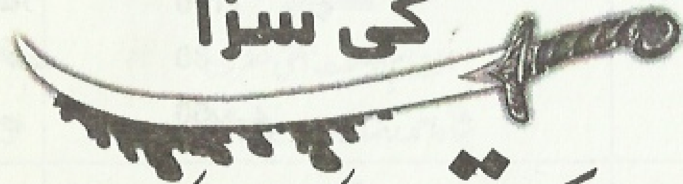
فیضان اولیاء
پبلی کیشنز بصیر پور
0321-6464561

أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ القرآن

قرآن و سنّت و علمائے اُمّت کی روشنی میں

گستاخِ رسول ﷺ

کی سزا



سر تن سے جدا



- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان حنفی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
- غزالیِ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

فیضان اولیاء
پبلی کیشنز [illegible]

نام کتاب	گستاخِ رسول ﷺ کی سزا سر تن سے جدا



- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان حنفی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
- غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ
- شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

تعداد	1100
صفحات	80
ہدیہ	50روپے

ملنے کے پتے

جلالیہ صراط مستقیم گجرات / نظامیہ کتاب گھر اُردو بازار لاہور
رضا بک شاپ گجرات / مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ
مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام سرکلر روڈ گوجرانوالہ
مکتبہ فیضانِ مدینہ سرائے عالمگیر، مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر
مکتبہ فیضانِ اولیاء کامونکی / مکتبہ فیضانِ مدینہ گھکڑ
مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / کرمانوالہ بُک شاپ اُردو بازار لاہور
سنی پبلکیشنز گوجرانوالہ، مکتبہ ضیائیہ اقبال روڈ راولپنڈی
مکتبہ مہریہ کاظمیہ جامعہ انوارالعلوم نیو ملتان / مکتبہ ضیاء السنہ ملتان
صراط مستقیم پبلی کیشنز 6,5مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور

فہرست

نبی ﷺ کے نام پر مٹنا شہادت ہی شہادت ہے
فضاءِ جیل میں رہنا عبادت ہی عبادت ہے

ہم اس عشق کے قائل نہیں جو دید سے بھڑکے
ہمیں تو نام نامی بھی حرارت ہی حرارت ہے

بدن کی بوٹی بوٹی ہو، زبان کڑوی نہیں ہوتی
نبی ﷺ کے نام میں ایسی حلاوت ہی حلاوت ہے

لگا کے جان کی بازی بتایا ہے یہ عامر نے
جو ان کی راہ میں مٹ جائے سلامت ہی سلامت ہے

گواہی دے رہی ہیں آج بھی دیواریں برلن کی
نہیں ہے خود کشی یہ تو شہادت ہی شہادت ہے

خلد میں مسکراتے ہوں گے عامر سرخرو ہو کر
مگر ہٹلر کے بیٹوں کو ندامت ہی ندامت ہے

اے آصفؔ کلمہ حق کی صدا اپنی ڈیوٹی ہے
سزا اس جرم کی جو ہو سعادت ہی سعادت ہے

☆☆☆☆☆

تاثرات

از

مفتی اعظم پنجاب، حضرت علامہ
مولانا مفتی محمد اشفاق احمد قادری رضوی مدظلہ العالی

مسلمان کے لئے فتح و کامرانی، عزّت و بلندی، کامل ایماندار ہونے میں ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے۔

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

﴿پارہ ۴: سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۳۹﴾

اور تم ہی بلند ہو اگر تم مومن ہو
اور ایمان کامل کی جان محبتِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔

حدیث پاک میں ہے

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

﴿متفق علیہ، مشکوٰۃ کتاب الایمان پہلی فصل﴾

ترجمہ: تم میں سے کوئی بھی اُس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا،

جب تک اُس کے والد اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ

اُس کے نزدیک مَیں محبوب نہ ہو جاؤں۔

اور محبت کا تقاضہ ہے کہ محبوب کے دشمن سے عداوت وبغض ہو لہٰذا کامل ایماندار ہونے کے لئے ضروری ہے کہ نبی پاک ﷺ کے دشمن و گستاخ سے عداوت وبغض ہو۔ قرآنِ پاک میں ہے

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

﴿پارہ ۲۸ سورہ المجادلۃ آیت نمبر ۲۲﴾

آپ ایسی قوم ہرگز نہ پائیں گے جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان
رکھتے ہوں اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول سے دشمنی رکھنے والے
سے محبت کرتے ہوں

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ’’شفا شریف‘‘ جلد دوم میں فرماتے ہیں......

ومنها بغض من ابغض الله ورسول ومعاداة من عاداه
یعنی اللہ ورسول کی محبت کی علامات میں سے یہ ہے کہ اُن سے
بغض رکھنے والے سے بغض ہو اور اُن سے دشمنی کرنے
والے سے دشمنی ہو

صحابہ کرام علیہم الرضوان جن کے ایمان کو معیار قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ’’اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ‘‘ ﴿پارہ: ۱ سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۳﴾

ایسے ایمان لاؤ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان لائے۔

ان کے متعلق قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اُنہوں اِسی بنا پر ’’قد قتلوا

اجواء هم وقاتلوا آباء هم وابناء هم فی مرضاته‘‘ یعنی اُنہوں نے اپنے دوستوں کو قتل کر دیا‘ آپ ﷺ کی رضا کے لئے اپنے باپوں اور بیٹوں سے قتال کیا۔

’’نسیم الریاض‘‘ میں اِسی مقام پر ہے ’’کابی عبیدہ ابن الجراح قتل اباہ ببدرو عمر (رضی اللہ عنہ) قتل خاله العاص ومصعب ابن عمیر (رضی اللہ عنہ) قتل اخاه و نحوه مما هو مذکور فی السیر‘‘ یعنی حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر میں اپنے باپ کو قتل کیا‘ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص کو قتل کیا اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو قتل کیا‘ اِسی طرح اور بھی واقعات سیرت کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

قرآن وحدیث اور تعامل صحابہ سے ثابت ہوا کہ گستاخ رسول (ﷺ) کے لئے زندہ رہنے کی گنجائش ہی نہیں۔ ’’تفسیر روح البیان‘‘ میں ہے کہ ایک مُنافق روزانہ نماز میں ’’سُوْرَةُ عَبَسَ وَتَوَلّٰى‘‘ ﴿پارہ: ۳۰﴾ تلاوت کرتا تھا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو اُسے قتل کروا دیا‘ کیوں کہ اِس سورۃ شریفہ میں بظاہر من جانب اللہ عتاب ہے‘ اُس منافق کے روزانہ تلاوت کرنے اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اُس کی باطنی خباثت اور گستاخی پر اِستدلال کیا تو فوراً قتل کروا دیا۔ غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اُس گستاخ رسول کو قتل کیا‘ جس نے اپنی کتاب میں حضور نبی کریم ﷺ پر تضحیک وتمسخر کیا تو جیل میں سرکارِ دوعالم ﷺ نے اپنی زیارت سے مُشرّف فرمایا۔ غازی علم دین شہید رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ پڑھاتے وقت مُحدِّث علی پُوری پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بے شک پوری زندگی درس وتدریس اور ملک وملت کی خدمت میں گذری‘ ۴۰ سے زیادہ

حج نصیب ہوئے، مگر بازی لوہار کا فرزند غازی علم دین رحمۃ اللہ علیہ لے گیا۔

گستاخ رسول کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا قتل کرنا، خواب میں غازی علم دین رحمۃ اللہ علیہ کو سرکار ﷺ کا زیارت سے مشرف فرمانا اور جنازہ پڑھاتے ہوئے اُس کے اِس عمل پر محدّث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کا رشک فرمانا، اِس بات کی تائید کرتا ہے کہ گستاخ رسول کی سزا قتل ہی ہے۔ ہمیشہ سے دُشمنانِ اسلام بالخصوص یہود و نصاریٰ کی سازش رہی ہے کہ مسلمانوں کے دِلوں سے عظمت و محبتِ مصطفےٰ ﷺ نکال کر رُوحِ ایمانی سے محروم کردی جائے اِس طرح اَقوامِ عالَم پر برتری اور بلندی حاصل کرنے کی بجائے ذِلت و پستی کے گڑھوں میں دھکیل دِیا جائے۔

اُن کی اِس سازش کی نشاندہی کرتے ہوئے اِقبال نے کہا۔

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں کبھی
رُوحِ محمد ﷺ اِس کے بدن سے نکال دو

مسلمانوں کو تنبیہ کی کہ۔

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دِین ہمہ اُوست
اگر باؤ نرسیدی تمام بولہبی است

اِس سازش نے سعودی عرب سمیت بعض دِیگر ممالِک کو لپیٹ میں لینے کے بعد پاکستان پر نظریں جما رکھی ہیں۔ ماضی قریب میں بھی گستاخی کے مُرتکب عیسائیوں کو پاکستان سے بحفاظت اپنے ممالک میں منگوالیا۔ اِسماعیل دہلوی کے پُجاری ''دیوبندیوں'' اور ''وہابیوں'' کے ذریعے لوگوں کے ذہنوں و دِلوں سے عظمتِ مصطفےٰ ﷺ محو کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔

یہ رسالہ جس میں اِمام اہلسنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ اور

غزالئ زماں حضرت علاّمہ سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی جامع مانع مُدلّل تحریر جمع ہے، جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وفاقی شرعی عدالت کے چیف جسٹس کے استفسار پر تحریر فرمائی، جمع کردی ہیں، جس کے بغور مُطالعہ سے محبّتِ مصطفےٰ ﷺ کے تمام تقاضے اُجاگر ہوں گے اور دُشمنانِ اسلام کی سازش کا قلع قمع ہوگا۔

محمد اشفاق احمد غفرلہ

مرکزی جامع مسجد خانیوال

تعارف

امامِ اہلسنت' اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مقدّس کلمات ''امامِ اہلسنت'' جب ہمارے کان سنتے ہیں تو ایک ہی شخصیت ہمارے ذہنوں پر چھا جاتی ہے یعنی احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد رضا فاضل بریلوی نسباً پٹھان' مسلکاً حنفی اور مشرباً قادری تھے۔ جب آپ قادری سلسلے میں داخل ہوئے اُس مُبارک کرامت کا تذکرہ کتابوں میں یُوں ملتا ہے۔ آپ اور آپ کے والد مارہرہ شریف تشریف لے گئے۔ آستانہ عالیہ برکاتیہ پر حاضری ہوئی تو وہاں حضرت سیدنا و مولانا آلِ رسُول رحمۃ اللہ علیہ سے اعلیٰ حضرت اور اُن کے والد کی پہلی مُلاقات ہوئی۔ اُنہوں نے اعلیٰ حضرت کو دیکھتے ہی یہ الفاظ فرمائے۔ آیئے ہم تو کئی روز سے آپ کے اِنتظار میں تھے۔ اعلیٰ حضرت اُسی وقت بیعت ہوئے اور اُسی وقت مُرشدِ برحق نے تمام سلاسل کی اِجازت عطا فرما کر تاجِ خلافت اعلیٰ حضرت کے سر پر رکھ دیا۔ مُریدین نے جو اُس وقت حاضر تھے عرض کیا: حضور! نہ ضروری ریاضت کا حکم دیا' نہ چلّہ کشی کا۔ مُرشدِ برحق نے جواب میں فرمایا: یہ بالکل تیار آئے تھے' اِنہیں صرف نسبت کی ضرورت تھی۔ یہ فرما کر آپ رو پڑے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے دریافت فرمائے گا کہ آلِ رسول! تو دُنیا سے ہمارے لئے کیا لایا' تو میں احمد رضا کو پیش

کروں گا۔

اِمام احمد رضا خان کی ولادت ۱۰ر شوال المکرّم ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ر جون ۱۸۵۶ء کو بریلی (یوپی بھارت) میں ہوئی' محمد نام رکھا گیا' تاریخی نام المختار تجویز کیا گیا۔ جدِ اَمجد نے احمد رضا نام رکھا' بعد میں خُود اِمامِ اہلسنت نے عبد المصطفےٰ کا اضافہ کیا۔ اِمام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے چاہنے والے اُنہیں ''اِمامِ اہلسنت'' ''اعلیٰ حضرت'' اور ''فاضل بریلوی'' کے القابات سے یاد کرتے ہیں۔

آپ کی خدمات

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تقریباً ۷۲ عُلوم اور فنون پر مکمّل دسترس حاصل تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلا فتویٰ تقریباً چودہ (۱۴) سال کی عُمر میں رضاعت کے مسئلے پر تحریر فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف زبانوں اور مختلف موضوعات پر تقریباً بارہ سو (۱۲۰۰) سے زائد کتابیں تحریر فرمائیں ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا سب سے بڑا علمی کارنامہ قرآنِ مجید کا ترجمہ ہے جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شانِ اُلوہیت اور عظمت مصطفےٰ ﷺ کو ملحوظِ خاطر رکھا۔ اِس ترجمہ کا نام کنز الایمان یعنی ''ایمان کا خزانہ'' ہے۔

دوسرے تراجم اور ترجمہ کنز الایمان کا موازنہ کیا جائے تو اہلِ علم بخوبی اِس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ واقعی کنز الایمان' یہ اُردو میں قرآنِ مجید کا بہترین ترجمہ ہے۔ قرآنِ کریم کے ترجمہ کنز الایمان سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام بھی اُجاگر ہوتا ہے۔ آپ کے علمی کارناموں کا منہ بولتا ثبوت آپ کی تحریر کردہ مسائل پر مبنی اِس کتاب جو کہ بارہ (۱۲) جلدوں پر مشتمل ہے اور ہر جلد کے صفحات کی تعداد تقریباً ایک ہزار سے زائد ہے ''فتاویٰ رضویہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ جدید

علماءِ کرام اس کتاب کو اسلام کا انسائیکلوپیڈیا بھی کہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علمی کارناموں کو دیکھتے ہوئے علماءِ عرب وعجم نے امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو "مجدِّد مائۃ حاضرہ" کا لقب دیا اور چودھویں صدی کا مجدِّد تسلیم کیا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک بلند پایہ عاشق رسول ﷺ تھے۔ آپ نے شانِ رسالت رحمۃ اللہ علیہ میں بے شمار نعتیں بھی تحریر فرمائی ہیں۔ حضور ﷺ کی شان میں کہا ہوا وہ "صلوٰۃ وسلام" جو حضورِ اکرم ﷺ کی سنت اور ایک ایک ادا پر لکھا گیا ہے (مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام) پورے عالمِ اسلام اور خصوصاً برصغیر پاک و ہند میں تقریباً سو (۱۰۰) سال سے گونج رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مجموعہ نعت "حدائقِ بخشش" کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آگئے ہیں، سکّے بٹھا دیئے ہیں

غرض یہ کہ آپ نے تمام عمر دین کی خدمت میں گزاری۔ آپ کے قلب مبارک میں مسلمانوں کی خیرخواہی ہر وقت جوش مارتی۔ آپ نے علمی میدان میں بھی مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی اور جب بڑے بڑے مولوی "اکھنڈ بھارت" تحریک کا نعرہ لگا رہے تھے، اُس وقت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کو اس سازش سے باخبر کیا اور دوقومی نظریہ پیش کیا۔ چنانچہ امام احمد رضا نے ۱۸۹۷ء میں پٹنہ میں آل انڈیا سنّی کانفرنس منعقد کر کے دوقومی نظریہ پیش کیا اور مسلمانوں کو یہ احساس دلایا کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں اور ہندو ایک الگ قوم۔ امام احمد رضا نے مختلف تحریکوں کو سرخروئی کی منزل تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔

مختصر یہ کہ آپ علم وفضل کے مہتاب تھے۔ آپ کا وصال ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ

بمطابق ۲۸ ر اکتوبر ۱۹۲۱ء میں بریلی میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک بریلی میں ہی ہے۔ آپ کا مزار آج بھی عالمِ اسلام کے مسلمانوں کے لئے رُشد و ہدایت کی تجلّیاں بکھیر رہا ہے۔

از محمد الطاف قادری رضوی

فتویٰ

از

اعلیٰ حضرت، مجدد مائۃ حاضرہ، فقیہہ اعظم

مولانا الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

﴿فتویٰ رضویہ جلد ششم صفحہ ۳۸ کتاب السیر مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی﴾

﴿فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۱۴ ص ۲۹۷، رضا فاؤنڈیشن لاہور﴾

اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ مولانا الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ فلاں مقام پر طالب علموں کو ایک ایسا پرچہ حل کرنے کے لئے دیا گیا ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ کی شانِ اَقدس میں توہین آمیز اَلفاظ موجود ہیں، اُس پرچے کو دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو فتویٰ دیا، ملاحظہ فرمائیں......

الجواب

رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ، وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ (المومنون: ۹۷،۹۸) وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (التوبۃ: ۶۱) اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا (الاحزاب: ۵۷) اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ۔ (سورہ ھود: ۱۸)

ان نام کے مسلمان کہلانے والوں میں جس شخص نے وہ ملعون پرچہ مرتب کیا (جس میں شان حضرت رسالت مآب ﷺ میں ناشائستہ الفاظ استعمال کیے گئے) وہ کافر مرتد ہے۔ جس جس نے اِس پر نظر ثانی کر کے برقرار رکھا وہ کافر مرتد، جس جس کی نگرانی میں تیار ہُوا وہ کافر مرتد، طلبہ میں جو کلمہ گو تھے اور اُنہوں نے اِس ملعون عبارت کا ترجمہ کیا، اپنے نبی کی توہین پر راضی ہوئے یا اسے ہلکا جانا یا اسے اپنے نمبر گھٹنے یا پاس نہ ہونے سے آسان سمجھا وہ سب بھی کافر مُرتد، بالغ ہوں، خواہ نابالغ۔

ان چاروں فریق میں ہر شخص سے مسلمانوں کو سلام کلام حرام، میل جول حرام، نشست و برخاست حرام، بیمار پڑے تو اُس کی عیادت کو جانا حرام، مرجائے تو اُس کے جنازے میں شرکت حرام، اُسے غسل دینا حرام، اُس پر نماز پڑھنا حرام، کفن دینا حرام، اُس کا جنازہ اُٹھانا حرام، اُسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اُسے ثواب پہنچانا حرام، بلکہ خود کفر و قاطع اِسلام، جب اُن میں کوئی مر جائے اُس کے اعزّہ واَقربا مسلمین اگر حکمِ شرع مانیں تو اُس کی لاش دفع عفونت کے لیے مُردار کُتّے کی طرح بھنگی چماروں سے ٹھیلے میں اٹھوا کر کسی تنگ گڑھے میں ڈلوا کر اُوپر سے آگ، پتھر جو چاہیں پھینک پھینک کر پاٹ بھر دیں کہ اس کی بدبُو سے ایذا نہ ہو، یہ اَحکام ان سب کے لئے عام ہیں۔

اور جو جوان میں نکاح کیئے ہوئے ہیں اُن سب کی جوروئیں (بیویاں) اُن کے نکاحوں سے نکل گئیں، اب اگر قُربت ہوگی حرام، حرام حرام اور زِنائے خالص ہوگی اور اس سے جو اولاد ہوگی ولد الزنا ہوگی۔ عورتوں کو شرعاً اختیار ہے کہ عدّت گزر جانے پر جس سے چاہیں نکاح کرلیں۔ ان میں جسے ہدایت ہو اور توبہ کرلے اور اپنے کفر کا اقرار کرتا ہوا پھر مسلمان ہو، اُس وقت یہ احکام جو اُن کی موت کے متعلق تھے منتہی ہونگے، اور وہ ممانعت جو ان سے میل جول کی تھی جب

بھی باقی رہے گی یہاں تک کہ ان کے حال سے صدقِ ندامت وخلوص توبہ و صحت اسلام ظاہر وروشن ہوں، مگر عورتیں اس سے بھی نکاح میں واپس نہیں آسکتیں، انہیں اب بھی اختیار ہوگا، چاہیں تو دوسرے سے نکاح کرلیں یا کسی سے نہ کریں اُن پر کوئی جبر نہیں پہنچتا۔ ہاں انکی مرضی ہو تو بعد اسلام ان سے بھی نکاح کرسکتیں ہیں۔ ﴿شفاء شریف صفحہ نمبر ۳۲۱﴾

اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ اِنَّ شَاتِمَ النَّبِیِّ ﷺ الْمُتَنَقِّصُ لَہٗ کَافِرٌ
وَالْوَعِیْدُ جَارٍ عَلَیْہِ بِعَذَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمَنْ شَکَّ فِیْ
کُفْرِہٖ وَعَذَابِہٖ فَقَدْ کَفَرَ

﴿کتاب الشفاء القسم الرابع فی وجوہ الاحکام فی من تنقص، الباب الاول، ج ۲: ۲۰۸ طبع ترکی﴾

یعنی اجماع ہے کہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اُس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اور جو اس کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہوگیا۔

"نسیم الریاض" جلد چہارم ص ۳۸۱ میں امام ابن حجر مکی سے ہے

ما صرح به من كفر الساب والشاك فی كفره هو
ما عليه ائمتنا و غيرهم

یعنی جو یہ ارشاد فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر اور جو اُس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر، یہی مذہب ہمارے آئمہ وغیرھم کا ہے۔

"وجیز امام کردری" جلد ۳ صفحہ ۳۲۱ پر ہے

لو ارتد والعياذ بالله تعالىٰ تحرم امرأته و يجدد النكاح بعد

اسلامه و المولود بينهما قبل تجديد النكاح بالوطئ بعد التكلم بكلمة الكفر ولد زنا ثم ان اتى بكلمة الشهادة على العادة لا يجديه مالم يرجع عما قاله لان باتيانهما على العادة لا يرتفع الكفر۔ اذا سب الرسول ﷺ او واحد من الانبياء ﷺ فلا توبة له واذا شتمه عليه الصلوة والسلام سكران يعفى واجمع العلماء ان شاتمه كافر ومن شك فی عذابه و كفره كفر ملتقطا كاكثر الاواتی للاختصار۔

یعنی جو شخص معاذ اللہ مرتد ہوجائے اُس کی عورت حرام ہوجاتی ہے پھر اسلام لائے تو اُس سے جدید نکاح کیا جائے۔ اس سے پہلے کلمۂ کفر کے بعد کی صحبت سے جو بچہ پیدا ہوگا، حرامی ہوگا، اور یہ شخص عادت کے طور پر کلمۂ شہادت پڑھتا رہے کچھ فائدہ نہ دے گا جب تک اپنے اس کفر سے توبہ نہ کرے کہ عادت کے طور پر مرتد کے کلمہ پڑھنے سے اس کا کفر نہیں جاتا، اور جو رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے دُنیا میں بعد توبہ بھی اسے سزا دی جائے گی یہاں تک کہ اگر نشہ کی بے ہوشی [illegible] گستاخی بکا جب بھی معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے اُمت کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنیوالا کافر ہے، اور کافر بھی ایسا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

﴿فتاوٰی بزازیہ علی ھامش فتاوٰی ہندیہ، الفصل الثانی، النوع الاول ج ۶ ص ۳۲۱، ۳۲۲ نورانی کتب خانہ پشاور﴾

"فتح القدیر امام محقق علی الاطلاق" جلد چہارم صفحہ ۴۰۷ (باب احکام المرتدین) میں ہے۔

كل من ابغض رسول الله ﷺ بقلبه كان مرتدا
فالساب بطريق اولىٰ وان سب سكران لا يعفى عنه

یعنی جس کے دِل میں رسول اللہ ﷺ کا کینہ ہے، وہ مرتد ہے، تو گستاخی کرنے والا بدرجۂ اُولیٰ کافر ہے۔ اور اگر نشہ بلا اکراہ پیا اور اِس حالت میں کلمۂ گستاخی بکا جب بھی معاف نہ کیا جائے گا۔

"بحرالرائق" جلد پنجم صفحہ ۱۳۵ (باب احکام المرتدین) میں بعینہٖ کلمہ مذکور ذکر کر کے صفحہ ۱۳۶ پر فرمایا۔

سب واحد من الانبیاء کذالك فلا یفید الانکار مع البینة
لانا نجعل انکار الردة توبة ان کانت مقبولة

یعنی کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے یہی حکم ہے کہ اُسے معافی نہ دیں گے، اور بعد ثبوت اس کا انکار فائدہ نہ دے گا کہ مرتد کا ارتداد سے مکرنا تو دفع سزا کے لئے ہے توبہ تو وہاں قرار پاتا ہے جہاں توبہ سنی جائے اور نبی کریم ﷺ خواہ کسی نبی کی شان میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں اس سے یہاں اصلاً معافی نہ دیں گے۔

"درر الحکام علامہ مولیٰ خسرو" جلد اول صفحہ ۲۹۹ (فصل فی الجزیہ) پر ہے۔

اذا سبه ﷺ او واحدا من الانبیاء صلوات اللہ علیهم
اجمعین، مسلم فلا توبة له اصلا و اجمع العلماء ان شاتمه
کافر ومن شك فی عذابه و کفره کفر۔

یعنی اگر کوئی شخص مسلمان کہلا کر حضورِ اَقدس ﷺ یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اُسے ہرگز معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے اُمت مرحومہ کا اجماع ہے اس پر کہ وہ کافر ہے اور جو اس کے کُفر میں شک کرے وُہ بھی کافر ہے۔

"غنیۃ ذوالاحکام" صفحہ ۳۰۱ (باب المرتد) میں ہے۔

محل قبول توبة المرتد مالم تکن ردته بسب النبی
ﷺ فان کان به لا تقبل توبته سواء جاء تائبا من نفسه او شهد علیه
بذالك بخلاف غیره من المکفرات

یعنی نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں، ہر طرح کے مرتد کو بعد توبہ معافی دینے کا حکم ہے مگر اس کافر مرتد کے لئے اس کی اجازت نہیں۔

"الاشباہ والنظائر قلمی" باب الردة۔

لاتصح ردة السکران الا الردة بسبّ النبی ﷺ فانه لا یعفی عنه کذا فی البزازیة وحکم الردة بینونة امرأته مطلقا (ای سواء رجع اولم یرجع غمز العیون) واذا مات علی ردته لم یدفن فی مقابر المسلمین ولا اهل ملة وانما یلقی فی حفرة کالکلب والمرتد اقبح کفرا من الکافر الاصلی واذا شهدوا علی مسلم بالردة وهو منکر لا یتعرض له لا لتکذیب الشهود العدول بل لان انکاره توبة و رجوع فتثبت الاحکام التی للمرتد ماتاب من حبط الاعمال وبینونة الزوجة و قوله لا یتعرض له انما هو فی مرتد تقبل توبته فی الدنیا لا الردة بسب النبی ﷺ الاولی تنکیر النبی ﷺ کما عبر به فیما سبق غمز العیون۔

یعنی نشہ کی بیہوشی میں اگر کسی سے کفر کی کوئی بات نکل جائے اُسے بوجہ بیہوشی کافر نہ کہیں گے نہ سزائے کفر دیں گے، مگر نبی کریم ﷺ کی شانِ اَقدس میں گستاخی وہ کفر ہے کہ نشہ کی بیہوشی سے بھی صادر ہوا تو اُسے معافی نہ دیں گے۔

"کذافی البزازیہ" اور معاذ اللہ ارتداد کا حکم یہ ہے کہ اُس کی عورت فوراً اُس کے

نکاح سے نکل جاتی ہے اگر یہ بعد کو پھر اسلام لائے جب بھی عورت نکاح میں واپس نہ جائے گی اور جب وہ اسی اِرتداد پر مرجائے والعیاذ باللہ تعالیٰ تو اُسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنے کی اجازت نہیں، نہ کسی ملت والے مثلاً یہودی یا نصرانی کے گورستان میں دفن کیا جائے، وہ تو کتے کی طرح کسی گڑھے میں پھینک دیا جائے، مرتد کا کفر اصلی کافر کے کفر سے بدتر ہے اور اگر کسی مسلمان پر گواہانِ عادل شہادت دیں کہ فلاں قول یا فعل کے سبب مرتد ہو گیا اور وہ اس سے انکار کرتا ہو تو اس سے تعرض نہ کریں گے نہ اس لیے کہ گواہانِ عادل کو جھوٹا ٹھہرایا بلکہ اس لیے کہ اس کا مکرنا اس کفر سے توبہ و رجوع سمجھیں گے ولہٰذا گواہانِ عادل کی گواہی اور اس کے انکار سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ وہ شخص مرتد ہو گیا تھا اور اب توبہ کرلی تو مرتد تائب کے احکام اس پر جاری کریں گے کہ اس کے تمام اعمال حبط ہوگئے اور جورو (بیوی) نکاح سے باہر، باقی سزا نہ دی جائے گی، مگر نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کہ یہ وہ کفر ہے جس کی سزا سے دنیا میں بعد توبہ بھی معافی نہیں تھی اور نہ کسی اور نبی کی شان میں گستاخی علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

"فتاویٰ خیریہ علامہ خیر الدین رملی" اُستاذ صاحب در مختار جلد اول صفحہ ۹۵ (باب المرتدین) پر فرماتے ہیں۔

من سبّ رسول اللہ ﷺ فانہ مرتد و حکمہ حکم المرتدین ویفعل بہ ما یفعل بالمرتدین ولا وتوبۃ لہ اصلا واجمع العلماء انہ کافر ومن شک فی کفرہ کفر ملتقطا

جو نبی کریم ﷺ کی شانِ کریم میں گستاخی کرے وہ مرتد ہے، اُس کا حکم وہی ہے جو مرتدوں کا ہے، اس سے وہی برتاؤ کیا جائے جو مرتدوں سے کرنے کا حکم دیا

گیا ہے اور اُسے دنیا میں کسی طرح معافی نہ دیں گے اور باجماع تمام علمائے اُمت وہ کافر ہے اور جو اُس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

"مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر" جلد اول صفحہ ۶۱۸ (باب الجزیہ) پر ہے۔

اذا سبہ ﷺ او واحد امن الانبیاء مسلم ولو سکران فلا توبۃ لہ تنجیہ کالزندیق ومن شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر۔

یعنی مسلمان کہلا کر حضور اقدس ﷺ یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اگرچہ نشہ کی حالت میں تو اس کی توبہ پر بھی اُسے معافی نہ دیں گے جیسے دہریے بے دین کی توبہ نہ سُنی جائے گی اور جو شخص اس گستاخی کرنے والے کے کفر میں شک لائے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

"ذخیرۃ العقبیٰ" علامہ اخی یوسف صفحہ: ۲۴۰ (کتاب الجہاد باب الجزیہ) پر ہے۔

قد اجمعت الامۃ علی ان الاستخفاف بنبینا ﷺ وبای نبی کان علیہم الصلاۃ والسلام کفر سواء فعلہ علی ذالک مستحلا ام فعلہ معتقد الحرمۃ ولیس بین العلماء خلاف فی ذالک ومن شک فی کفرہ وعذابہ کفر۔

یعنی بے شک تمام اُمتِ مرحومہ کا اجماع ہے کہ حضور انور ﷺ خواہ کسی نبی کی تنقیص شان کرنے والا کافر ہے، خواہ اُسے حلال جان کر اس کا مرتکب ہوا ہو یا حرام جان کر، بہرحال جمیع علماء کے نزدیک کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

"ذخیرۃ العقبیٰ" علامہ اخی یوسف صفحہ: ۲۴۲: (کتاب الجہاد باب الجزیہ)

پر ہے۔

لا يغسل ولا يصلى عليه ولا يكفن اما اذاتاب وتبرأ عن الارتداد ودخل في دين الاسلام ثم مات غسل وكفن وصلى عليه ودفن في مقابر المسلمين۔

یعنی وہ گستاخی کرنے والا جب مرجائے تو اُسے نہ غسل دیں نہ کفن دیں نہ اس پر نماز پڑھیں' ہاں اگر توبہ کرے اور اپنے اس کفر سے برأت کرلے اور دینِ اسلام میں داخل ہو اُس کے بعد مرجائے تو غسل، کفن، نماز اور مقابرِ مسلمین میں دفن سب کچھ ہوگا۔

تنویرالابصار شیخ الاسلام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ غزی:

ہر مرتد کی توبہ قبول ہے

كل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الاالكافر بسبّ نبي الخ

﴿درمختار شرح تنویرالابصار' باب المرتدین' ج ا ص ۳۵۶ مجتبائی دہلی﴾

مگر کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا ایسا کافر ہے کہ دُنیا میں سزا سے بچانے کے لیے اُس کی توبہ بھی قبول نہیں۔

''دُرمختار'' میں ہے۔

الكافر بسب نبي من الانبياء لاتقبل توبته مطلقا

و من شك في عذابه و كفره كفر

﴿درمختار شرح تنویرالابصار' باب المرتدین' ج ا ص ۳۵۶ مجتبائی دہلی﴾

یعنی کسی نبی کی توہین کرنا ایسا کفر ہے جس پر کسی طرح معافی نہ دیں گے' اور جو اس کے کافر و مستحقِ عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔

''کتاب الخراج'' سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ صفحہ ۱۹۷ (فصل فی الحکم فی المرتد عن الاسلام) پر ہے۔

قال ابو يوسف و ايما رجل مسلم سبّ رسول الله ﷺ او كذبه او عابه او تنقصه فقد كفر بالله تعالىٰ و بانت زوجته۔

یعنی جو شخص کلمہ گو ہو کر حضورِ اقدس ﷺ کو بُرا کہے یا تکذیب کرے یا کوئی عیب لگائے' شان گھٹائے وہ بلاشبہ کافر ہوگیا اور اُس کی عورت نکاح سے نکل گئی۔

بالجملہ اشخاص مذکورین کے کفر و ارتداد میں اصلاً شک نہیں' دربارہ اسلام و رفع دیگر احکام اُن کی توبہ اگر سچے دِل سے ہو ضرور مقبول ہے' ہاں اِس میں اختلاف ہے کہ سُلطانِ اسلام اُنھیں بعد توبہ و اسلام صرف تعزیر دے یا اب بھی سزائے موت دے۔

وہ جو بزازیہ اور اس کے بعد کی بہت کتبِ معتمدہ میں ہے کہ اُس کی توبہ مقبول نہیں اِس کے یہی معنی ہیں اور اس کی بحث یہاں بیکار ہے' کہاں سلطانِ اسلام اور کہاں سزائے موت کے احکام' صدہا خبیث' اخبث' ملعون' انجس ہیں کہ کلمہ گو بلکہ اعلیٰ درجہ کے مسلمان' مفتی' واعظ' مدرس' شیخ بن کر اللہ و رسول کی جناب میں منہ بھر بھر کر ملعونات بکتے' لکھتے اور چھاپتے ہیں اور اُن سے کوئی تو کہنے والا نہیں' اور اگر کہے تو نہ صرف اُن کے بلکہ بڑے بڑے مُہذّب بننے والے مسلمانوں کے نزدیک یہ بے تہذیبی و تشدُّد ہو۔

فانظر الى اثار مقت الله الغيور كيف انقلبت القلوب وانعكست الامور ولاحول ولا قوة الابا لله العلى العظيم و سيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف ''تمہید ایمان'' میں رقمطراز ہیں کہ......

تمہارا رب عزّوجل فرماتا......

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ ﴿پ۱۰ ع۱۶ سورہ التوبۃ: آیت ۷۴﴾

ترجمہ: اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ بیشک وہ یہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہوگئے،

ابن جریر وطبرانی وابو الشیخ وابن مردویہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک پیڑ کے سایہ میں تشریف فرما تھے، ارشاد فرمایا؛ عنقریب ایک شخص آئے گا کہ تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا، وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا۔ کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا، رسول اللہ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا: تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں۔ وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلا لایا۔ سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا، اس پر اللہ عزّوجل نے یہ آیت اتاری کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے گستاخی نہ کی اور بیشک ضرور وہ یہ کفر کا کلمہ بولے اور تیری شان میں، بے ادبی کر کے اسلام کے بعد کافر ہوگئے۔ دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ ''نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمہ کفر ہے'' اور اس کا کہنے والا اگرچہ لاکھ مسلمانی کا مدعی کروڑ بار کا کلمہ گو ہو، کافر ہو جاتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ۭ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ

وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۭ

﴿پ۱۰ ع۱۴ سورہ التوبۃ: ۶۵، ۶۶﴾

ترجمہ اگر تم ان سے پوچھو تو بیشک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے، تم فرما دو، کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ امام مجاہد تلمیذِ خاص سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں۔

انه قال فی قوله تعالیٰ ولئن سالتهم ليقولن انما كنا نخوض و نلعب ط قال رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادی كذا وما يدريه بالغيب۔

یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی، اس کی تلاش تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے، اس پر ایک منافق بولا: محمد ﷺ بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے، محمد غیب کیا جانیں؟

اس پر اللہ عزّوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ کیا اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہوگئے۔

﴿دیکھو تفسیر امام ابن جریر مطبع مصر، جلد دہم صفحہ ۱۰۵ و تفسیر درِ منثور امام جلال الدین سیوطی جلد سوم صفحہ ۲۵۴﴾

مسلمانو! دیکھو محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں اتنی گستاخی کرنے سے کہ ''وہ غیب کیا جانیں؟'' کلمہ گوئی کام نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ بہانے نہ بناؤ تم اسلام کے بعد کافر ہوگئے۔

تعارف غزالی دوراں

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ حرم رسول ﷺ میں حاضر تھے۔ پر سوز گزارشات اور التجائیں کر رہے تھے۔ چہرہ کعبہ کے کعبہ یعنی حضور اکرم ﷺ کی طرف اور پیٹھ خانہ کعبہ کی جانب تھی اور یہی طریقہ بزرگوں سے ثابت ہے کہ جب بھی حضور اکرم ﷺ کے دربار میں حاضر ہوں تو منہ حضور اکرم ﷺ کی طرف ہو اور جب منہ حضور ﷺ کی طرف ہوگا تو پیٹھ خانہ کعبہ کی طرف ہوگی۔

نجدی پہرہ داروں نے منع کیا اور کہا کہ کعبہ کی طرف پیٹھ نہ کرو بلکہ کعبہ کی طرف منہ کر کے حضور ﷺ کی طرف پیٹھ کرلو۔ آپ نے اُن کی طرف دھیان نہ دیا۔ دوسرے دن آپ کو قاضی کے سامنے پیش کیا گیا۔ قاضی صاحب نے پوچھا: کیا آپ قبرِ رسول ﷺ کو کعبہ سے افضل سمجھتے ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ تم کعبہ کی بات کرتے ہوئیں تو اِس جگہ کو عرشِ اعظم سے بھی افضل جانتا ہوں۔ اُس نے پوچھا: کوئی دلیل؟ جواب میں فرمایا ”دیکھو از روئے قرآن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکرگزاری پر ہم انہیں چوتھے آسمان پر لے گئے، بلندی عطا فرمائی اور وہ وہاں بھی شکرگزار رہے۔ ”لئن شکرتم لازیدنکم“ اب چاہئے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں اور بلندی پر لے جاتا، یہاں تک کہ عرش پر لے

جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ انہیں حضور اکرم ﷺ کے پہلو میں لائے گا۔ معلوم ہوا کہ جو عظمت اور بلندی جوارِ مصطفےٰ ﷺ میں ہے وہ عرش کو بھی حاصل نہیں۔ حضرت کاظمی شاہ صاحب نے جب یہ دلیل قائم کی تو نجد کا قاضی دم بخود رہ گیا۔

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سرمایۂ افتخار محدث بے بدل، فقیہہ اور عظیم ترین محقق تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ علمِ حدیث کی خدمت اور ترویج میں گزارا۔ مختلف علمی موضوعات پر تحقیقی تصانیف سپردِ قلم کیں۔ سینہ میں مسلمانوں کا گہرا درد رکھتے تھے اور ہر ضرورت کے موقع پر ملک وقوم کے لئے گراں بہا قربانیاں دیں۔ مسلک سے والہانہ لگن اور اہلسنت کے حقوق کی پامالی پر ہمیشہ مضطرب رہتے۔ ہر مرحلے میں مسلکِ حق اہلسنت کی ترویج اور اشاعت میں کوشاں رہے اور مختلف مقامات پر بدمذہبوں اور حق سے پھرے لوگوں کو راہِ راست پر لائے۔

غزالی دوراں ابو النجم سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب سیدنا امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ سے منسلک ہے۔ ۱۹۱۳ء میں آپ مرادآباد کے مضافاتی شہر امروہہ میں پیدا ہوئے۔ والدِ محترم کا اسمِ گرامی سید محمد مختار کاظمی ہے۔ بچپن میں ہی والدِ محترم کا سایہ اُٹھ گیا۔ اپنے ابتداء سے انتہاء تک تمام تعلیم وتربیت برادرِ معظم حضرت علامہ استاذ العلماء سید خلیل صاحب کاظمی خاکی محدث امروہی رحمۃ اللہ علیہ کی زیرنگرانی پائی اور انہیں کے دستِ حق پرست پر (سلسلہ چشتیہ صابریہ) میں بیعت ہوئے اور آپ کے برادرِ اعظم نے آپ کو خلافتِ عظمیٰ سے نوازا۔

آپ کی خدمات

سولہ سال کی عُمر میں سندِ فراغت حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دستار بندی کے موقع پر حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا معوان صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا نثار احمد صاحب کانپوری رحمۃ اللہ علیہ و دیگر اکابر علماء اور اعاظم مشائخ اہلسنت کی موجودگی میں حضرت شاہ علی حسین صاحب اشرفی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دستِ کرم سے آپ کے سر پر دستارِ فضیلت باندھی۔

حضرت علامہ کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فراغت کے بعد لاہور تشریف لائے اور "جامعہ نعمانیہ" میں تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ یہاں تک کہ ایک وقت میں اٹھائیس اسباق کی تدریس آپ کے ساتھ متعلق ہوگئی۔

۱۹۳۱ء میں آپ لاہور سے واپس امروہہ تشریف لے گئے اور چار سال تک امروہہ کے مدرسے "محمدیہ حنفیہ" میں محدث محمد خلیل کاظمی کی سرپرستی میں تدریس فرماتے رہے۔ ۱۹۳۵ء کے اوائل میں آپ ملتان تشریف لے آئے۔ شروع دنوں میں اپنی رہائش پر ہی درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر دیا اور کچھ عرصہ میں ملتان شریف کے وسط میں ایک زمین خرید لی اور مدرسہ "انوار العلوم" کا قیام عمل میں لایا گیا۔

حضرت علامہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے برصغیر کی تقسیم اور مسلمانوں کی علیحدہ مملکت کے قیام کے لئے بھی گراں قدر خدمات انجام دیں ہیں۔ مُسلِم لیگ کے اسٹیج سے قیامِ پاکستان کی توثیق کے لئے "بنارس کانفرنس" میں شرکت کی۔ جس زمانہ میں کانگریسی اور احراری علماء سر دھڑ کی بازی لگا کر پاکستان کی مخالفت کر

رہے تھے اُس وقت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ، پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقت میں حضرت کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ الگ قومیت اور آزادیٔ پاکستان کے لئے مسلسل سعی اور مسلسل جُہد میں مصروف تھے۔

قیامِ پاکستان کے بعد حضرت علامہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نئے حالات کا جائزہ لیا اور جو لوگ کل پاکستان بننے کی مخالفت کر رہے تھے پاکستان بننے کے بعد مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی اور حکومت کی نظر میں سُرمۂ چشم بن کر سما گئے۔

اُس وقت آپ نے اہلسنت کے اِتحاد اور تنظیم کی ضرورت محسوس کی تا کہ اہلسنت کو سیاسی اِستحکام اور قوت حاصل ہو۔ اِس سلسلے میں آپ کی کوششیں کار آمد ثابت ہوئیں اور ملتان میں اہلسنت کا ایک عظیم الشان اجلاس ہوا جس میں اہلسنت کی تنظیم کا نام "جمعیت العلماء پاکستان" تجویز کیا گیا اور حضرت علامہ مولانا ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ کی جمعیت العلماء پاکستان کا صدر اور کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ناظمِ اعلیٰ مقرّر کیا گیا۔ آپ نے اپنی نظامت کے دوران جمعیت العلماء پاکستان کو بے حد فروغ دیا اور مُلک وملت کے لئے بے حد خدمات انجام دیں جس میں جہادِ کشمیر، دستور سازی، تحریکِ ختم النبوت، تبلیغ واشاعت، سیلاب زدگان کی مدد۔

غرض ہر خدمت اور ضرورت کے موقع پر سرگرمِ عمل رہے۔

۲۵ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ بمطابق ۱۹۸۶ء میں حضرت غزالی دوراں اس دُنیائے فانی سے مکینِ خلدِ بریں ہوئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) آپ

کے وصال سے عوامِ اہلسنت بالکل بے سہارا ہوگئے۔

حضرت علامہ کاظمی شاہ صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ کی ذاتِ گرامی فی الحقیقت مستغنی عن الخطاب ہے۔ جب اُن کا اِسم گرامی آجائے تو خطابات والقابات اُن کی بہترین اور قد آور شخصیت کے سامنے بہت چھوٹے نظر آتے ہیں۔ بلاشبہ آپ نابغۂ روزگار علماء میں سے تھے جو صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گراں قدر تصانیف جن کے مُطالعہ سے آپ کے مقام کی بلندی اور آپ کی شخصیت مزید ہمارے ذہنوں میں اُجاگر ہوگی۔

۱۔ تسبیح الرحمٰن عن الکوب والنقصان۔ ۲۔ مزیلۃ النزاع عن مسئلۃ السماع۔ ۳۔ تسکین الخواطر۔ ۴۔ حیات النبی ﷺ۔ ۵۔ معراج النبی ﷺ۔ ۶۔ میلادُ النبی ﷺ۔ ۷۔ تقریر منیر۔ ۸۔ اِسلام وعیسائیت۔ ۹۔ تحقیقِ قربانی۔ ۱۰۔ اِسلام اور اِشتراکیت۔ ۱۱۔ الحق المبین۔ ۱۲۔ آئینہ مودودیت۔ ۱۳۔ کتاب التراویح۔ ۱۴۔ نفی الظل والفئی۔ ۱۵۔ التبشیر برد التحذیر۔ ۱۶۔ اُردو ترجمہ قرآن اور دوسری بہت سی گراں قدر تصانیف۔

از قلم محمد الطاف قادری رضوی

نوٹ: آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کو تین جلدوں میں "مقالاتِ کاظمی" کے نام سے جمع کر دیا گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر کی بھی چار جلدیں چھپ چکی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمۂ قرآن اور تفسیر کی ایک جلد اِن کے علاوہ ہیں۔ ضرورت اِس اَمر کی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کارہائے نمایاں پر ضخیم کتابیں شائع کی جائیں۔......علامہ محمد نعیم اللہ خاں قادری۔

فتویٰ

از

بسلسلہ شریعت پٹیشن......در توہینِ رسالت

بعدالت جناب چیف جسٹس صاحب، وفاقی شرعی عدالت پاکستان

بیان منِ جانب

علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب

صدر مرکزی جماعت اَہل سنت پاکستان وشیخ الحدیث

مدرسۂ عربیہ اِسلامیہ اَنوارُالعلوم ملتان۔

محترم محمد اسماعیل قریشی، سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ پاکستان، لاہور نے بنام اِسلامی جمہوریۂ پاکستان، تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر ۲۹۵ الف اور دفعہ ۲۹۸ رالف کے خلاف شرعی عدالت میں ایک درخواست دائر کی ہے۔ جہاں تک اہانت رسالت اور توہین وتنقیصِ نبوّت سے اِس درخواست کا تعلّق ہے مَیں اِس سے پُوری طرح مُتفق ہوں اور دلائلِ شرعیہ (کتاب وسُنّت، اِجماعِ اُمّت اور تصریحاتِ عُلماءِ دین) کے مُطابق مَیں اس کی مکمّل تائید اور حمایت کرتا ہوں۔ اِس سلسلے میں میرا تفصیلی بیان درج ذیل ہے۔

ہر کتاب وسنت' اجماعِ اُمت اور تصریحاتِ آئمہ دین کے مطابق توہینِ رسول کی سزا صرف قتل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی صریح مخالفت توہینِ رسول ہے۔قرآنِ مجید نے اِس جرم کی سزا قتل بیان کی ہے۔ اِسی بناء پر کافروں سے قتال کا حکم دیا گیا۔قرآنِ مجید میں ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

(پارہ:۹ سورہ الانفال آیت نمبر۱۳)

(ا) یہ (یعنی کافروں کو قتل کرنے کا حکم) (مدارک ج۲ ص۱۷۱ ☆ خازن ج۲ ص۱۷۱ ☆ البحر المحیط ج۴ ص۴۷۱) اس لئے ہے کہ انہوں نے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی صریح مخالفت کر کے اُن کی توہین کا ارتکاب کیا۔توہینِ رسول کے کفر ہونے پر بکثرت آیاتِ قرآنیہ شاہد ہیں۔مثلاً وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ○ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ﴿پ۱۰ سورہ التوبۃ آیت نمبر ۶۵' ۶۶﴾

ترجمہ: اور اگر آپ اُن سے پوچھیں تو وہ ضرور کہیں گے ہم تو صرف ہنسی مذاق کرتے تھے۔آپ (اُن سے) کہیں' کیا تم اللہ اور اُس کی آیتوں اور اُس کے رسول (ﷺ) کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہو۔کوئی عذر نہ کرو۔بے شک ایمان کے بعد تم نے کفر کیا۔

مسلمان کہلانے کے بعد کفر کرنے والا مرتد ہوتا ہے اور ازروئے قرآن مرتد کی سزا صرف قتل ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ﴿پ۲۶ سورہ الفتح آیت نمبر۱۶﴾ ترجمہ: اے رسول (ﷺ) پیچھے رہ جانے والے دیہاتیوں سے

فرمادیجئے' عنقریب تم سخت جنگ کرنے والوں کی طرف بلائے جاؤ گے۔تم اُن سے قتال کرتے رہو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے۔یہ آیت مرتدینِ اہلِ یمامہ کے حق میں بطورِ اخبار بالغیب نازل ہوئی۔اگرچہ بعض علماء نے اِس مقام پر فارس وروم وغیرہ کا ذکر بھی کیا ہے' لیکن حضرت حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حسبِ ذیل روایت نے اس آیت کو مرتدین بنی حنیفہ (اہلِ یمامہ) کے حق میں متعین کر دیا۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ اِنَّا كُنَّا نَقْرَءُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فِيْمَا مَضٰى وَلَا نَعْلَمُ مَنْ هُمْ حَتّٰى دَعَا اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ اِلٰى قِتَالِ بَنِىْ حَنِيْفَةَ فَعَلِمْنَا اَنَّهُمْ اُرِيْدُوْا بِهَا

﴿البحر المحیط ج۸ ص۹۴' روح المعانی پ۲۶ ص۱۰۲﴾

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گذشتہ زمانے میں ہم اِس آیت کو پڑھا کرتے تھے اور ہمیں معلوم نہ تھا کہ وہ کون لوگ ہیں۔یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (مرتدین) بنی حنفیہ (اہلِ یمامہ) کے قتال کی طرف مسلمانوں کو بلایا۔اُس وقت ہم سمجھے کہ اِس آیت کریمہ میں یہ مرتدین ہی مراد ہیں۔

ثابت ہوا کہ اگر مرتد اسلام نہ لائے تو ازروئے قرآن اُس کی سزا قتل کے سوا کچھ نہیں۔قتلِ مرتد کے بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر صرف ایک حدیث پیش کی جاتی ہے۔

اُتِىَ عَلِىٌّ بِزَنَادِقَةٍ فَاَحْرَقَهُمْ (وَفِىْ رِوَايَةِ اَبِىْ دَاوٗدَ (ابی داود ج۲ ص۵۹۸) اَنَّ عَلِيًّا اَحْرَقَ نَاسًا اِرْتَدُّوْا عَنِ الْاِسْلَامِ) فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ اَنَا لَمْ اُحْرِقْهُمْ لِنَهْىِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا تُعَذِّبُوْا

بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ

﴿صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۲۳٬ ج ۲ ص ۱۰۲۳٬ ج ۲ ص ۱۰۹۶﴾

﴿ابوداؤد ج ۲ ص ۵۹۸٬ ترمذی ج ۱ ص ۱۷۶٬ نسائی ج ۲ ص ۱۵۱﴾

﴿ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۸۵٬ مسند احمد ج ۵ ص ۲۳۱ عن معاذ﴾

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس (مرتد ہو جانے والے) زندیق لوگ لائے گئے تو آپ نے انہیں جلا دیا۔ اِس کی خبر حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو اُنہوں نے فرمایا٬ اگر (آپ کی جگہ) میں ہوتا تو اُنہیں نہ جلاتا٬ کیونکہ رسُولُ اللہ ﷺ نے فرمایا٬ اللہ کے عذاب کے ساتھ کسی کو عذاب نہ دو٬ اور مَیں اُنہیں قتل کرا دیتا٬ کیونکہ رسُولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: جو (مسلمان) اپنے دِین سے پھر جائے اُسے قتل کر دو۔

قتلِ مرتد کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل

حضرت صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت پر بیٹھتے ہی جس شِدّت کے ساتھ مرتدین کو قتل کیا محتاجِ بیان نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے مرتد کو زندہ دیکھنا ناقابل برداشت تھا۔ حضرت ابُومُوسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما دونوں رسُولُ اللہ ﷺ کی طرف سے یمن کے دو مختلف حِصّوں پر حاکم تھے۔ ایک دفعہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ٬ حضرت ابومُوسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مُلاقات کے لئے آئے۔ ایک بندھے ہوئے شخص کو دیکھ کر انہوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ ابُومُوسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كَانَ يَهُوْدِيًّا فَاَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ اِجْلِسْ قَالَ لَا اَجْلِسُ حَتّٰى

يُقْتَلَ قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَاَمَرَ بِهٖ فَقُتِلَ

﴿تفسیر مظہری ج ۳ ص ۱۳۵ ☆ روح المعانی پ ۶ ص ۱۶۰﴾

ترجمہ: یہ یہودی تھا٬ مسلمان ہوئے کے بعد پھر یہودی (ہو کر مرتد) ہو گیا۔ حضرت ابومُوسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بیٹھنے کے لئے کہا۔ اُنہوں نے تین بار فرمایا: جب تک اِسے قتل نہ کر دیا جائے مَیں نہیں بیٹھوں گا۔ (قتلِ مُرتَد) اللہ اور اُس کے رسول کا فیصلہ ہے چنانچہ حضرت ابومُوسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حکم سے اُسے اُسی وقت قتل کر دیا گیا۔

گُستاخ رسول ﷺ کا قتل

غلافِ کعبہ سے لِپٹے ہوئے توہینِ رسُول کے مُرتکب مُرتَد کو مسجد حرام میں قتل کرنے کا حکم رسُولُ اللہ ﷺ نے دیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دِن رسُولُ اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے۔ کسی نے حضور ﷺ سے عرض کی: یارسُول اللہ ﷺ (آپ کی شان میں توہین کرنے والا) ابنِ خطل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا "اقتلوہ" اُسے قتل کر دو۔

﴿بخاری کتاب المغازی٬ باب این رکز النبی ﷺ الرایۃ یوم الفتح٬﴾

﴿سنن ابوداؤد کتاب الجہاد٬ باب فی الاسیر یقتل ولا یعرض علیہ السلام﴾

یہ عبداللہ بن خطل مرتد تھا۔ اِرداد کے بعد اُس نے کچھ ناحق قتل کئے رسول اللہ ﷺ کی ہجو میں شعر کہہ کر حضُور ﷺ کی شان میں توہین و تنقیص کیا کرتا تھا۔ اُس نے دو گانے والی لونڈیاں اِس لئے رکھی ہوئی تھیں کہ وہ حضور ﷺ کی ہجو میں

اشعار گایا کریں۔ جب حضور ﷺ نے اُس کے قتل کا حکم دیا تو اُسے غلاف کعبہ سے باہر نکال کر باندھا گیا اور مسجدِ حرام میں مقامِ ابراہیم اور زم زم کے درمیان اُس کی گردن ماری گئی۔

﴿فتح الباری جلد ۸ ص ۱۳، عمدۃ القاری جلد ۸ ص ۳۴۷، ارشاد الساری جلد ۶ ص ۳۹۲﴾

یہ صحیح ہے کہ اُس دن ایک ساعت کے لئے حرم مکہ کو حضور ﷺ کے لئے حلال قرار دیا گیا تھا، لیکن بالخصوص مسجد حرام میں مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیان اُس کا قتل کیا جانا اِس بات کی دلیل ہے کہ گستاخِ رسول باقی مرتدین سے بدرجہا بدتر و بدحال ہے۔

اجماعِ امت

۱۔قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سُحْنُوْنَ اَجْمَعَ الْعُلَمَاءِ اِنَّ شَاتِمَ النَّبِیِّ ﷺ الْمُتَنَقِّصُ لَهٗ كَافِرٌ وَالْوَعِيْدُ جَارٍ عَلَيْهِ بِعَذَابِ اللهِ لَهٗ وَحُكْمُهٗ عِنْدَ الْاُمَّةِ الْقَتْلُ وَمَنْ شَكَّ فِىْ كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ كَفَرَ۔

﴿الشفاء ج ۲ ص ۲۱۵، ۲۱۶ ☆ نسیم الریاض شرح الشفاء جلد ۴ ص ۳۳۸﴾

﴿الدر المختار جلد ۳ ص ۳۱۷ ☆ الصارم المسلول ص ۴﴾

ترجمہ: محمد بن سحنون نے فرمایا: علماءِ اُمّت کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والا، حضور ﷺ کی توہین کرنے والا کافر ہے اور اُس کے لئے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید جاری ہے اور اُمت کے نزدیک اُس کا حکم قتل ہے۔ جو اُس کے کفر اور عذاب میں شک کرے کافر ہے۔

۲۔وَقَالَ اَبُوْ سُلَيْمَانَ الْخَطَّابِىُّ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اخْتَلَفَ

فِىْ وُجُوْبِ قَتْلِهٖ اِذَا كَانَ مُسْلِمًا۔

﴿الشفاء جلد ۲ ص ۲۱۶ ☆ فتح القدیر شرح ہدایہ ج ۴ ص ۴۰۷ ☆ الصارم المسلول ص ۴﴾

ترجمہ: امام ابوسلیمان الخطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب مسلمان کہلانے والا نبی ﷺ کے سبّ (گالی) کا مُرتکب ہو تو میرے علم میں کوئی ایسا مسلمان نہیں جس نے اُس کے قتل میں اختلاف کیا ہو۔

۳۔وَاَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰى قَتْلِ مُتَنَقِّصِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَسَابِّهٖ

﴿الشفاء جلد ۲ ص ۲۱۱﴾

ترجمہ: اور اُمت کا اجماع ہے کہ مسلمان کہلا کر حضور ﷺ کی شان میں سبّ اور تنقیص کرنے والا قتل کیا جائے گا۔

۴۔قَالَ اَبُوْبَكْرِ بْنُ الْمُنْذِرِ اَجْمَعَ عَوَامُّ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى اَنَّ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ يُقْتَلُ قَالَ ذٰلِكَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَاللَّيْثُ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ وَهُوَ مَذْهَبُ الشَّافِعِیِّ قَالَ الْقَاضِیْ اَبُوالْفَضْلِ وَهُوَ مُقْتَضٰى قَوْلِ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رضی اللہ عنہ وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهٗ عِنْدَ هٰؤُلَاءِ وَبِمِثْلِهٖ قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ وَاَصْحَابُهٗ وَالثَّوْرِیُّ وَاَهْلُ الْكُوْفَةِ وَالْاَوْزَاعِیُّ فِى الْمُسْلِمِيْنَ لٰكِنَّهُمْ قَالُوْا هِىَ رِدَّةٌ۔ ﴿الشفاء جلد ۲ ص ۲۱۵﴾

ترجمہ: امام ابوبکر بن منذر نے فرمایا: عامۂ علماء اِسلام کا اجماع ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کو سبّ کرے، قتل کیا جائے گا۔ اُن ہی میں سے مالک بن انس، لیث، احمد، اسحاق (رحمہم اللہ) ہیں، اور یہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔ قاضی عیاض نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول کا یہی مقتضٰی ہے۔ (پھر فرماتے ہیں) اور ان آئمہ کے نزدیک اُس کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے گی۔ امام

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ' اُن کے شاگردوں' امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ ' کوفہ کے دُوسرے علماء اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی اِسی طرح ہے۔ اُن کے نزدیک یہ رِدّت ہے۔

۵۔ اِنَّ جَمِیْعَ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ اَوْعَابَهٗ اَوْاَلْحَقَ بِهٖ نَقْصاً فِیْ نَفْسِهٖ اَوْنَسَبِهٖ اَوْدِیْنِهٖ اَوْخَصْلَةٍ مِّنْ خِصَالِهٖ اَوْ عَرَّضَ بِهٖ اَوْشَبَّهَهٗ بِشَیْءٍ عَلٰی طَرِیْقِ السَّبِّ لَهٗ اَوِالْاِزْرَاءِ عَلَیْهِ اَوِ التَّصْغِیْرِ بِشَانِهٖ اَوِالْغَضِّ مِنْهُ وَالْعَیْبِ لَهٗ فَهُوَ سَابٌّ لَهٗ وَالْحُکْمُ فِیْهِ حُکْمُ السَّابِ یُقْتَلُ کَمَا نُبَیِّنُهٗ وَلَا نَسْتَثْنِیْ فَصْلاً مِّنْ فُصُوْلِ هٰذَا الْبَابِ عَلٰی هٰذَا الْمَقْصَدِ وَلَا نَمْتَرِیْ فِیْهِ تَصْرِیْحاً کَانَ اَوْتَلْوِیْحاً...... وَهٰذَا کُلُّهٗ اِجْمَاعٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَاَئِمَّةِ الْفَتْوٰی مِنْ لَّدُنِ الصَّحَابَةِ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ اِلٰی هَلُمَّ جَرًّا۔

﴿الشفاء جلد۲ ص ۲۱۴ ☆ الصَّارِمُ الْمَسْلُوْل ص ۵۲۵ طبع بیروت﴾

ترجمہ: بے شک ہر وہ شخص جس نے نبی کریم ﷺ کو گالی دی یا حضور ﷺ کی طرف کسی عیب کو منسوب کیا یا حضور ﷺ کی ذاتِ مقدسہ' آپ ﷺ کے نسب' دین یا آپ ﷺ کی کسی خصلت سے کسی نقص کی نسبت کی یا آپ ﷺ پر طعنہ زنی کی یا جس نے بطریق سبّ اہانت یا تحقیرِ شان مبارک یا ذاتِ مقدسہ کی طرف کسی عیب کو منسوب کرنے کے لئے حضور ﷺ کو کسی چیز سے تشبیہ دی وہ حضور ﷺ کو صراحۃً گالی دینے والا ہے' اُسے قتل کر دیا جائے۔ ہم اِس حکم میں قطعاً کوئی اِستثناء نہیں کرتے' نہ ہم اِس میں کوئی شک کرتے ہیں۔ خواہ صراحۃً توہین ہو یا اِشارۃً کنایۃً۔ اور یہ سب علماءِ اُمّت اور اہلِ فتویٰ کا اجماع ہے۔ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک۔

۶۔ وَالْحَاصِلُ اَنَّهٗ لَاشَکَّ وَلَا شُبْهَةَ فِیْ کُفْرِ شَاتِمِ النَّبِیِّ ﷺ وَفِیْ

اِسْتِبَاحَةِ قَتْلِهٖ وَهُوَ الْمَنْقُوْلُ عَنِ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ۔

﴿فتاویٰ شامی حنفی ج ۳ ص ۳۲۱ ☆ ونحوہ الصارم المسلول للحنبلی ص ۴﴾

ترجمہ: خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والے کے کفر اور اُس کے مستحقِ قتل ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ چاروں آئمہ (امام ابو حنیفہ' امام مالک' امام شافعی' امام احمد بن حنبل) سے یہی منقول ہے۔

۷۔ کُلُّ مَنْ اَبْغَضَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِقَلْبِهٖ کَانَ مُرْتَدًّا فَالسَّابُّ بِطَرِیْقٍ اَوْلٰی ثُمَّ یُقْتَلُ حَدًّا عِنْدَنَا۔

﴿فتح القدیر' امام ابن ہمام حنفی ج ۴ ص ۴۰۷﴾

ترجمہ: جو شخص رسول اللہ ﷺ سے اپنے دِل میں بغض رکھے وہ مُرتد ہے۔ آپ کو گالی دینے والا تو بطریقِ اولیٰ مستحقِ گردن زدنی ہے۔ پھر (مخفی نہ رہے کہ) یہ قتل ہمارے نزدیک بطورِ حد ہوگا۔

۸۔ اَیُّمَا رَجُلٍ مُّسْلِمٍ سَبَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَوْکَذَّبَهٗ اَوْعَابَهٗ اَوْتَنَقَّصَهٗ فَقَدْ کَفَرَ بِاللّٰهِ وَبَانَتْ مِنْهُ زَوْجَتُهٗ۔

﴿کتاب الخراج امام ابو یوسف ص ۱۸۲' فتاویٰ شامی ج ۳ ص ۳۱۹﴾

ترجمہ: جو مسلمان رسول اللہ ﷺ کو سبّ کرے یا تکذیب کرے یا عیب لگائے یا آپ کی تنقیصِ شان کا (کسی اور طرح سے) مرتکب ہو اُس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور اُس سے اُس کی زوجہ اُس کے نکاح سے نکل گئی۔

۹۔ اذا عاب الرّجل النّبیّ ﷺ فی شیٔ کان کافر اوکذا قال بعض العلماء لو قال لشعر النبی ﷺ شعیر فقد کفر وعن ابی حفص الکبیر من عاب النّبیّ ﷺ بشعرة من شعرته الکریمة فقد کفر وذکر

فی الاصل ان شتم النبیؐ کفر۔

﴿فتاویٰ قاضی خان ج ۴ ص ۸۸۲ طبع نولکشور﴾

ترجمہ: کسی شے میں حضور ﷺ پر عیب لگانے والا کافر ہے اور اسی طرح بعض علماء نے فرمایا' اگر کوئی حضور ﷺ کے بال مبارک کو ''شعر'' کے بجائے (بصیغۂ تصغیر) ''شُعَیر'' کہہ دے تو وہ کافر ہو جائے گا' اور امام ابوحفص الکبیر (حنفی) سے منقول ہے کہ اگر کسی نے حضور ﷺ کے کسی ایک بال مبارک کی طرف بھی عیب منسوب کیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور امام محمد نے ''مبسوط'' میں فرمایا کہ نبی ﷺ کو گالی دینا کفر ہے۔

۱۰۔ وَلَا خِلَافَ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَنَّ مَنْ قَصَدَ النَّبِیَّ ﷺ بِذٰلِكَ فَھُوَ مِمَّنْ یَنْتَحِلُ الْاِسْلَامَ اَنَّهُ مُرْتَدٌّ یَسْتَحِقُّ الْقَتْلَ۔

﴿احکام القرآن للجصاص جلد ۳ ص ۱۰۶﴾

ترجمہ: کسی مسلمان کو اس میں اختلاف نہیں کہ جس شخص نے نبی کریم ﷺ کی اہانت وایذا رسانی کا قصد کیا اور وہ مسلمان کہلاتا ہے' وہ مرتد مستحق قتل ہے۔

یہاں تک کہ ہمارے بیان سے یہ بات واضح ہو گئی کہ کتاب وسنت' اجماع اُمت اور اقوال علمائے دین کے مطابق گستاخ رسول ﷺ کی سزا یہی ہے کہ وہ حدًا قتل کیا جائے۔ اس کے بعد حسب ذیل امور کی وضاحت بھی ضروری ہے۔

ا۔ بارگاہِ نبوت کی توہین وتنقیص کو موجب حدِ جرم قرار دینے کے لئے یہ شرط صحیح نہیں کہ گستاخی کرنے والے نے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنے کی غرض سے گستاخی کی ہو۔ یہ شرط ہر گستاخ نبوت کے تحفظ کے مترادف ہو گی اور توہین رسالت کا دروازہ کھل جائے گا۔ ہر گستاخ نبوت اپنے

جرم کی سزا سے بچنے کے لئے یہ کہہ کر چھوٹ جائے گا کہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنا میری غرض نہ تھی۔ علاوہ ازیں یہ شرط کتاب اللہ کے بھی منافی ہے۔ سورہ توبہ کی آیت ہم لکھ چکے ہیں کہ توہین کرنے والے منافقوں کا یہ عذر کہ ہم تو آپس میں صرف دل لگی کرتے تھے' ہماری غرض توہین نہ تھی۔ نہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات مشتعل کرنا ہمارا مقصد تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مسترد کر دیا اور واضح طور پر فرمایا: لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ۔

(پارہ ۱۰ سورہ التوبہ آیت نمبر ۶۶) بہانے نہ بناؤ' ایمان کے بعد تم نے کفر کیا۔

۲۔ صریح توہین میں نیت کا اعتبار نہیں ''رَاعِنَا'' کہنے کی ممانعت کے بعد اگر کوئی صحابی نیت توہین کے بغیر حضور ﷺ کو ''رَاعِنَا'' کہتا تو وہ وَاسْمَعُوْا وَلِلْكَافِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ کی قرآنی وعید کا مستحق قرار پاتا' جو اس بات کی دلیل ہے کہ نیت توہین کے بغیر بھی حضور ﷺ کی شان میں توہین کا کلمہ کہنا کفر ہے۔

امام شہاب الدین خفاجی حنفی ارقام فرماتے ہیں۔

اَلْمَدَارُ فِی الْحُكْمِ بِالْكُفْرِ عَلَی الظَّوَاهِرِ وَلَا نَظَرَ لِلْمَقْصُوْدِ وَالنِّیَّاتِ وَلَا نَظَرَ لِقَرَائِنِ حَالِهٖ۔

﴿نسیم الریاض شرح الشفاء ج ۴ ص ۴۲۶﴾

توہین رسالت پر حکمِ کفر کا مدار ظاہر الفاظ پر ہے۔ توہین کرنے والے کے قصد ونیت اور اُس کے قرائن حال کو نہیں دیکھا جائے گا' ورنہ توہین رسالت کا دروازہ کبھی بند نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ ہر گستاخ یہ کہہ کر بری ہو جائے گا کہ میری نیت اور ارادہ توہین کا نہ تھا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ توہینِ صریح میں کسی گستاخ نبوت کی نیت اور قصد کا اعتبار نہ کیا جائے۔

۳۔ یہاں اِس شُبہ کا اِزالہ بھی ضروری ہے کہ اگر کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے وُجوہ کُفر کی ہوں اور اِسلام کی صرف ایک وجہ کا اِحتمال ہو تو فُقہاء کا قول ہے کہ کُفر کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔ اِس کا اِزالہ یہ ہے کہ فقہاء کا یہ قول اِس تقدیر پر ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے وُجوہ کُفر کا صرف اِحتمال ہو، کُفرِ صریح نہ ہو، لیکن جو کلام مفہوم توہین میں صریح ہو اُس میں کسی وجہ کو ملحوظ رکھ کر تاویل کرنا جائز نہیں، اِس لئے کہ لفظ صریح میں تاویل نہیں ہوسکتی۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا

قَالَ حَبِیْبُ ابْنُ الرَّبِیْعِ لِاَنَّ اِدِّعَاءَ التَّاوِیْلِ فِیْ لَفْظٍ صُرَاحٍ لَا یُقْبَلُ۔

﴿الشفاء ج ۲ ص ۲۱۷﴾

ترجمہ: حبیب بن ربیع نے فرمایا کہ لفظِ صریح میں تاویل کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔

کسی کلام کا توہینِ صریح ہونا عرف اور مُحاورے پر مبنی ہے۔ معذرت کے ساتھ بطورِ مثال عرض کرتا ہوں کہ اگر کسی کو ''وَلَدُ الْحَرَام'' کہا جائے اور کہنے والا لفظ حرام کی تاویل کرے اور کہے کہ میں نے اَلْمَسْجِدُ الْحَرَام اور بیتُ الحرام کی طرح مُعظّم و مُحترم کے معنی میں یہ لفظ بولا ہے تو اُس کی یہ تاویل کسی ذی فہم کے نزدیک قابلِ قبول نہ ہو گی، کیونکہ عُرف اور مُحاورے میں ''وَلَدُ الْحَرَام'' کا لفظ گالی اور توہین ہی کے لئے بولا جاتا ہے۔ اِسی طرح ہر وُہ کلام جس سے عُرف و مُحاورے میں توہین کے مَعانی مفہوم ہوتے ہوں، توہین ہی قرار پائے گا، خواہ اُس میں ہزار تاویلیں ہی کیوں نہ کی جائیں۔ عُرف اور مُحاورے کے خلاف تاویل مُعتبر نہ ہوگی۔

۴۔ یہاں اِس شُبے کو دُور کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر توہین رسُول کی سزا حدًّا قتل کرنا ہے تو کئی مُنافقین نے حضور ﷺ کی صریح توہین کی۔ بعض اوقات صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی کہ حضور ﷺ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اِس گستاخ کو قتل کر دیں لیکن حضور ﷺ نے اِجازت نہیں دی

اِبنِ تیمیہ نے اِس کے مُتعدد جوابات لکھے ہیں جن کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے۔

الف:۔ اُس وقت اُن لوگوں پر حد قائم کرنا فسادِ عظیم کا مُوجب تھا۔ اُن کے کلماتِ توہین پر صبر کر لینا اُس فساد کی نسبت آسان تھا

ب:۔ مُنافقین اِعلانیہ توہینِ رسالت نہ کرتے تھے بلکہ آپس میں چُھپ کر حضور ﷺ کے حق میں توہین آمیز باتیں کیا کرتے تھے۔

ج:۔ مُنافقین کے اِرتکابِ توہین کے موقع پر صحابہ کرام کا حضور ﷺ سے اُن کے قتل کی اِجازت طلب کرنا اِس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے تھے کہ گستاخِ رسُول کی سزا قتل ہے۔ گستاخانِ شانِ رسالت ابو رافع یہودی اور کعب بن اشرف کو قتل کرنے کا حکم رسولُ اللہ ﷺ نے صحابہ کو دیا تھا۔ اِس حکم کی بناء پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو علم تھا کہ حضور ﷺ کی شان میں توہین کرنے والا قتل کا مُستحق ہے۔

۵۔ رسُول اللہ ﷺ کے لئے جائز تھا کہ وُہ اپنے گستاخ اور مُوذی کو اپنی حیات میں معاف فرما دیں لیکن اُمّت کے لئے جائز نہیں کہ وُہ حضور ﷺ کے گستاخ کو معاف کر دے۔ نبی اکرم ﷺ اور دیگر اَنبیائے کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے اِس حکم کو بجا لائے کہ ''آپ معافی کو اِختیار فرمائیں اور جاہلوں سے مُنہ پھیر لیں

اور نیکی کا حکم دیں''۔ ﴿سورۃ اعراف آیت:۱۹۹﴾

مَیں عرض کروں گا کہ گستاخِ رسول ﷺ پر قتل کی حَدّ جاری کرنا ایسی حَدّ ہے جو رسُولُ اللہ ﷺ کا اپنا حق ہے۔ اگرچہ رسُولُ اللہ ﷺ کی توہین حضور ﷺ کی اُمت کے لئے بھی سخت ترین اَذیت کا مُوجب ہے اور اِس طرح اِس حدّ کو پوری اُمت کا حق بھی کہا جا سکتا ہے' لیکن بلا واسطہ نہیں بلکہ بواسطہ ذاتِ اَقدس کے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کو یہ اِختیار حاصِل تھا کہ اپنا یہ حق کسی کو خُود معاف فرما دیں۔ جیسا کہ بعض دیگر اَحکامِ شرع کے مُتعلِّق دلیل سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اَحکام میں حضور ﷺ کو اِختیار عطا فرمایا۔ مثلاً حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُولُ اللہ ﷺ نے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو بکری کے ایک بچے کی قربانی کرنے کا حکم دیا اور فرمایا......

''ولن تجزی عن احد بعدك''

﴿بخاری جلد۲ص ۸۳۲﴾

کہ (یہ قربانی) تمہارے علاوہ کسی دوسرے پر ہرگز جائز نہیں۔

اِسی طرح حضرت اِبنِ عبّاس اور حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ نے حرم مکہ کی گھاس کاٹنے کو حرام قرار دیا تو حضرت عبّاس نے عرض کی ''اِلّا الْاِذْخَر''، یعنی ''اذخر'' گھاس کو حُرمت کے اِس حکم سے مُستثنیٰ فرما دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''اِلّا الْاِذْخَر''، یعنی اذخر کو حُرمت کے حکم سے ہم نے مستثنیٰ فرما دیا۔ ﴿بخاری ج اص ۱۲۱ ☆ مسلم ج اص ۴۳۸﴾

اس حدیث کے تحت شیخ عبدالحق مُحدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور نواب صِدّیق حسن خان بھوپالی تحریر فرماتے ہیں۔

ودر مذہب بعضے آن است کہ اَحکامِ مُفوض بود بوے ﷺ ھر چہ خواھد و بر ھر کہ خواھد حلال وحرام گرداند وبعضے گویند باِجتہاد گفت۔ واوّل اصح واظہر است ۔ ﴿اشعۃ اللمعات ج۲ص ۴۰۸ ☆ مسک الختام ج۲ص ۵۱۲﴾

یعنی بعض کا مذہب یہ ہے کہ اَحکامِ شرعیہ حضور ﷺ کے سِپُرد کر دیئے گئے تھے جس کے لئے جو کچھ چاہیں حلال اور حرام فرما دیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ اِجتہاد کے طَور پر فرمایا تھا اور پہلا مذہب اصح اور اظہر ہے۔

اِن احادیث کی روشنی میں حضور ﷺ کو یہ اِختیار حاصِل ہو سکتا ہے کہ کسی حِکمت و مصلحت کے لئے حضور ﷺ اُن مُنافِقین پر قتل کی حدّ جاری نہ فرمائیں لیکن حضور ﷺ کے بعد کسی کو یہ اِختیار نہیں۔

آخر میں عرض کروں گا کہ توہینِ رسالت کی حَدّ اُسی پر جاری ہو سکے گی جس کا یہ جُرم قطعی اور یقینی طَور پر ثابت ہو جائے۔ اِس کے بغیر کسی کو اِس جُرم کا مرتکب قرار دے کر قتل کرنا ہرگز جائز نہیں۔ تواتر بھی دلیل قطعی ہے۔ اگر کوئی شخص توہین کے کلماتِ صریحہ بول کر یا لکھ کر اِس بات کا اِعتراف کرے کہ یہ کلمات میں نے بولے یا مَیں نے لکھے ہیں تو یقیناً وہ واجِبُ القتل ہے خواہ وہ کتنے ہی بہانے بنائے اور کہتا پھرے کہ میری نیّت توہین کی نہ تھی یا اِن کلمات سے میری غرض یہ نہ تھی کہ میں مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچاؤں۔ بہر حال وہ مُستحقِ قتل ہے۔

وہ لوگ جو نبی کریم ﷺ کی توہینِ صریح کی تاویل کر کے اِس کے مُرتکب کو کُفر سے بچانا چاہیں بِالکُل اِسی طرح قتل کے مُستحق ہیں جیسا کہ خُود توہین کرنے والا مستوجبِ حَدّ ہے۔ شاتمِ رسُول (ﷺ) کے حق میں محمد بن سحنون کا قول ہم

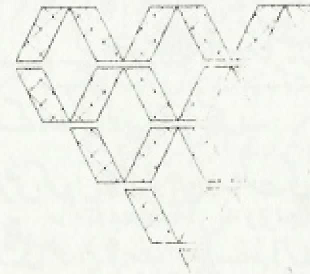
شفاء قاضی عیاض اور الصارم المسلول سے نقل کر چکے ہیں کہ......

وَمَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ كَفَرَ

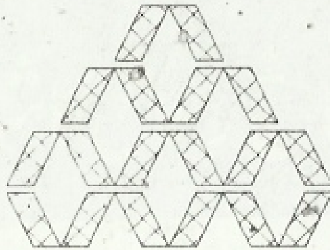
﴿الشفاء قاضی عیاض ج ۲ ص ۲۱۵، ۲۱۶ ☆ الصارم المسلول: ۴۰﴾

۲۵ نومبر ۱۹۸۵ء

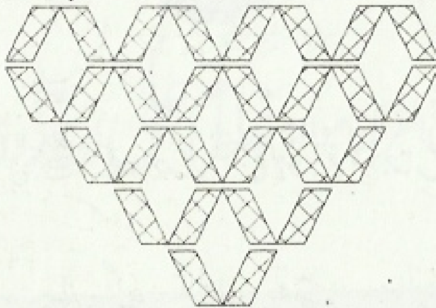
سید احمد سعید کاظمی



حضرت خواجہ فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی عقیدت کا اظہار یوں کرتے ہیں



باب جبریل کے پہلو میں ذرا دھیرے سے
فخر کہتے ہوئے جبریل کو یوں پایا گیا
اپنی پلکوں سے درِ یار پہ دستک دینا
اُونچی آواز ہوئی عمر بھر کا سرمایہ گیا



شاتمِ رسول ﷺ واجبُ القتل ہے...چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم

☆☆☆☆

دُشمنِ احمد ﷺ پے شدّت کیجئے
مُلحدوں کی کیا مروت کیجئے

☆☆☆☆

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اِس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں خوجہء بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

☆☆☆☆☆

شاتم رسول ﷺ کے واجبُ القتل ہونے پر اجماعِ اُمت ہے

اگر بدلا گیا قانون توہین رسالت کا
تو پھر توہین مرسل کی حکومت مرتکب ہو گی
کھڑے ہوں گے کٹہرے میں سبھی قاتل عقیدت کے
کہ ناموسِ رسالت کی یہ اُمت محتسب ہو گی

اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ (القرآن)

گستاخِ رسول ﷺ کا شرعی حکم

قرآن وسنت وعلمائے اُمّت کی روشنی میں

مؤلفہ
شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

فیضان اولیاء پبلیکیشنز کاموکی

سخنہائے گفتنی
تعظیم وتوقیر مصطفیٰ ﷺ
مسئلہ ہذا کے حکم شرعی سے متعلق قرآنی آیات اور اقوالِ مفسرین
احادیث مبارکہ
مفتیان سلف کی کتب سے حوالجات
اقوال آئمہ
گستاخ رسول ﷺ کے متعلق علماء دیوبندی کی عبارات
مرتبہ (حافظ) غلام یاسین ناظم دارالافتاء و معین المفتی غلام دستگیر اکبری
ملنے کا پتہ: فیضان اولیاء پبلیکیشنز (کامونکی)

حضرت قبلہ شیخ القرآن رحمتہ اللہ علیہ کا مختصر تعارف

حضرت شیخ القرآن رحمتہ اللہ علیہ ضلع گجرات کے ایک گاؤں ہبانیاں ماہ رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ میں دینی گھرانے میں چوہدری سلطان احمد کے گھر پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم آپ نے مڈل تک جوڑا کرنانہ میں حاصل کی دینی تعلیم کیلئے قریبی گاؤں جو کہ عمر چک کے نام سے مشہور ہے وہاں تشریف لے گئے کچھ دنوں کیلئے لاہور میں درس چھوٹے میاں میں بھی داخلہ لیا (یہ درسگاہ شالامار باغ اور حضرت میاں میر کے مابین ہے) تقریباً ۱۴۔۱۵ سال کی عمر میں آپ جالندھر شہر میں چلے گئے اور جامع معقول و منقول فاضل محقق حضرت مولانا عبدالجلیل ہزاروی اور دیگر اساتذہ کرام سے موقوف علیہ کی کتب پڑھیں اور یہ بات خصوصاً قابل ذکر ہے کہ آپ کے استاذ محترم عشاء کی نماز کے بعد محلہ عالی شہر جالندھر میں درس قرآن مجید بیان فرماتے تو آپ ان کیساتھ درس قرآن سننے کیلئے روز جایا کرتے تھے اسی بنا پر آپ کو اللہ تعالیٰ نے وہ ملکہ عطا فرمایا کہ قرآن کریم کی مشہور تفاسیر ملاحظہ فرماتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی بفرمان مصطفیٰ ﷺ من یرد اللّٰہ بہ خیرا یفقہ فی الدین۔ آپ کو وہ استعداد عطا فرمائی کہ علمائے اہل سنت نے آپ کو شیخ القرآن کا لقب دیا۔ ۱۹۳۹ء میں آپ نے حزب الاحناف لاہور سے سندِ فراغت حاصل فرمائی عرصہ دو برس تک ہوشیار پور میں آپ نے خطابت کے فرائض سرانجام دیئے بعد ازاں اپنے ضلع گجرات کے قصبہ گوھڑی میں دینی خدمات کیلئے تشریف لے گئے ۱۹۴۹ء تک آپ کا قیام گوھڑی ہی میں رہا اسی دوران بدمذہبوں سے کئی مناظرے بھی ہوئے جن میں اللہ تعالیٰ نے اہل سنت و جماعت کو فتح و نصرت عطا فرمائی بعد میں اہل اوکاڑہ کے پرزور اصرار پر آپ نے 1954ء فروری میں اہل سنت و جماعت کی مرکزی درسگاہ دارالعلوم جامعہ حنفیہ اشرف المدارس اوکاڑہ کا سنگ بنیاد رکھا اور اپنے آپ کو قرآن و سنت کی تعلیم دینے کیلئے

شب و روز طلباء کیلئے وقف کر دیا۔ رمضان المبارک میں ہر سال دورۂ تفسیر قرآن پڑھاتے اور علمی نکات اور مشہور مباحث اور مختلف فیہ مسائل پر سیر حاصل گفتگو فرماتے آپ نے تقریباً ۲۰ سال دورہ قرآن پاک پڑھایا اور مختلف شہروں میں وہاں احباب اہل سنت کی فرمائش پر تشریف لیجاتے رہے لاہور، فیصل آباد اور کراچی شہر میں دورہ قرآن پاک پڑھنے والوں کی تعداد مثالی ہوتی تھی یہ حضرت قبلہ شیخ القرآن کی بطور مفسر قرآن خدمات تھیں اور بطور محدث آپ دورہ حدیث پاک تقریباً ۳۵ سال تک پڑھاتے رہے اور کثیر ہونہار اور لائق شاگردوں نے آپ سے فیض حاصل کیا اسی طرح پوری زندگی آپ نے مسلک حق کی خدمت میں گذار دی اور بد مذہبوں کو دندان شکن جواب دیتے رہے جب بھی کوئی بد مذہب آپ کے سامنے مذہب حق کے خلاف بات کرتا تو فوراً آپ اس کا ردبلیغ فرمادیتے قرآن وسنت کی روشنی میں ایسا جواب مسکت ارشاد فرماتے کہ مخالف کو بولنے کی گنجائش باقی نہ رہتی رسالہ ھذا اس کا واضح ثبوت ہے۔ آپ سچے عاشق رسول ﷺ تھے موجودہ الحاد اور بے دینی کے دور میں محبت رسول ﷺ کا جذبہ عوام الناس میں پیدا کرنے کیلئے شب و روز جدو جہد فرماتے رہے حتیٰ کہ اپنے آخری ایام میں جبکہ آپ علیل تھے طبیعت میں نقاہت اور کمزوری کے آثار نمایاں تھے تب بھی مخالفین کی طرف سے کوئی اعتراض یا سوال آیا تو اس کا مکمل جواب دینے کیلئے کتب کے حوالجات ارشاد فرماتے چنانچہ رسالہ خورد سے ایک حضرت قبلہ شیخ القرآن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیرینہ نیاز مند حافظ عبدالرزاق صاحب جو کہ ہائی سکول کے ماسٹر ہیں نے سوال بھیجا کہ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت اوزاعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مابین جو مناظرہ (رفع یدین فقط تکبیر تحریمہ عند الامام الاعظم و عند الاوزاعی فی تکبیر الرکوع ایضا) ہوا اس کا غیر مقلدین انکار کرتے ہیں نیز اس کی سند بھی بیان کی جائے تو اس کے جواب میں قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۲ کتب کے حوالجات لکھوائے اور اس کی سند بھی جامع مسانید الامام الاعظم ص ۳۵۲ للامام الفقیہ قاضی القضاۃ ابو المؤید محمد بن محمود متوفی ۶۶۵ھ) سے لکھوائی پھر منکرین پر یہ سوال لکھوایا کہ ہم نے تمہاری باتوں کے مسکت جواب دے دیئے ہیں اب تم ہمارے

سوال کا جواب دو ہم منکرین سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اس واقعہ کو سب سے پہلے جس نے من گھڑت اور جعلی کہا ہے اس کا نام مع سند بتایا جائے اور اس کے تفصیلی حالات اسمائے رجال کی کتب معتبرہ سے نقل کیے جائیں اور اس وقت سے لیکر الی یومنا ہذا اس کی سند متصل بیان کی جائے ورنہ ان جلیل القدر علماء کے ذکر کرنے کے باوجود اس کو جعلی اور من گھڑت قرار دینا ضد و عناد اور تعصب کے سوا اور کچھ نہیں ہے اس طرح دین کی خدمت کرتے ہوئے ۱۱/ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ کو آپ نے وصال فرمایا اور راہی ملک بقا ہوئے

ع خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

کتبہ معین المفتی غلام دستگیر اکبری خادم شیخ القرآن علیہ رحمتہ الرحمان

۱۹/ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سخنہائے گفتنی

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم. اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے آخری رسول جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ روحی علیہ فداکو دین حق دیکر بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے قلیل عرصہ میں ہی اسلام کو وہ قوت اور شان و شوکت عطا فرمائی کہ دنیا ورطہ ء حیرت میں ڈوب گئی چنانچہ انہوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف ریشہ دوانیاں شروع کر دیں لیکن الحق یعلو ولا یعلٰی کے مطابق اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے جو لوگ اسلام یا شارع علیہ الصلاۃ والسلام کے خلاف زبان طعن دراز کرتے اللہ تعالیٰ ان کے جواب کیلئے ایسے علمائے حق کو پیدا فرما دیتا جو ان معترضین کو دندان شکن جواب دیتے اسی سلسلہ میں گذشتہ سال آزاد کشمیر میر پور سے ایک گستاخ رسول (پروفیسر زاہد حسین مرزا) نے ایک دل آزاد کتاب مقام نبوت کے نام سے تحریر کی جس میں جا جا ذاتِ مصطفیٰ ﷺ کو طعن و تنقیص کا نشانہ بنایا گیا وہاں کے مسلمان جن کے دلوں میں عظمتِ مصطفیٰ ﷺ اور مقامِ مصطفیٰ ﷺ کا پاس تھا زبر دست احتجاج کیا چنانچہ وہ گستاخ رسول زیر عتاب ہو کر پس دیوار زنداں پہنچا دیا گیا علاقہ کے لوگوں نے بالخصوص حضرت قبلہ صاحبزادہ عتیق الرحمان وغیرہ نے قبلہ شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر علمائے کرام سے گستاخ رسول کا صریح حکم قرآن وسنت کی روشنی میں دریافت کیا قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چند دنوں میں ایک جامع فتویٰ جو کہ مزین بدلائل قاہرہ وباہرہ تھا تحریر فرما کر صاحبزادہ عتیق الرحمان صاحب کو ارسال فرمادیا بغرض افادۂ عوام و خواص اب ہم اس رسالہ کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں امید ہے کہ اہلِ علم حضرات اس کوشش کو بنظرِ تحسین ملاحظہ فرمائیں گے۔

(ضروری نوٹ) تمام کتب کے حوالجات ہم نے نہایت احتیاط کے ساتھ قلم بند کئے

ہیں پھر بھی بمقتضائے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان علماء اور صاحب دانش حضرات سے گذارش ہے کہ چشم پوشی فرما کر فقیر کو مطلع فرمائیں اگلے ایڈیشن میں اس کو درست کر دیا جائے گا۔ بر کریماں کارہا دشوار نیست۔ جب یہ سطور تحریر کی جارہی تھیں ایک دوست نے ہندوستان کے ایک مولوی صاحب (وحید الدین) کی کتاب ''شتم رسول کا مسئلہ'' کی طرف توجہ دلائی اس کتاب کو پڑھ کر میں حیرت زدہ رہ گیا کہ جس مسئلہ پر تمام لوگ متفق ہیں اس مسئلہ کو ایک نئے انداز میں تمام مسلمانوں کے عقیدہ کے خلاف پیش کیا گیا اور جا بجا اس متفقہ حکم شرعی کا گویا کہ مذاق اڑایا گیا اور اس کی تضحیک کی گئی میری مراد گستاخ رسول کی شرعی سزا ہے چنانچہ اہلسنت و جماعت کے ممتاز و محقق عالم مجدد دین و ملت اعلیحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان. فاضل بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے گستاخ رسول کا حکم فتاویٰ رضویہ ص ۳۸ جلد ۶ تا ص ۴۱ میں یوں بیان کیا۔ جو مسلمان کہلا کر حضور اقدس ﷺ یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اسے ہرگز معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے امت مرحومہ کا اجماع ہے اس پر کہ وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ نیز ص ۷ ۱۲ جلد ۶ میں ہے یکفی واحد منها فی تکفیره و قتله۔ اور علمائے دیوبند کے بہت بڑے مناظر مولوی منظور سنبھلی نے مناظرہ کے دوران امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی یہ عبارت پڑھی "مابقاء امۃ بعد سب نبیھا" پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کو گالیاں دیئے جانے کے بعد امت کی کیا زندگی ہے (فتح بریلی کا دلکش نظارہ ص ۹۹) نیز اسی میں مولانا رفات حسین فاروقی دیوبندی لکھتے ہیں "ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ کا دشمن یا آپ کی شان میں گستاخی کرنیوالا خدا کا دشمن اور ابد الآباد کے لئے جہنم کا سزاوار ہے وہ دنیا میں واجب القتل ہے اور خدا کی زمین کو اس کے ناپاک وجود سے پاک کر دینا چاہیے۔ واللہ علی ما نقول شہید۔ ص ۳۴ بیشک جو بد نصیب حضور کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ ملعون ہے خارج از اسلام ہے دنیا میں واجب القتل اور آخرت میں ابد الآباد کیلئے جہنمی ہے ص ۱۵ اسی طرح غیر مقلدین کے پیشوا قاضی شوکانی احادیث لکھنے کے بعد تحریر کرتے ہیں "وفی حدیث ابن عباس و حدیث الشعبی دلیل علی انه

یقتل من شتم النبی ﷺ و قد نقل ابن المنذر الاتفاق علی ان من سبّ النبی ﷺ صریحا وجب قتله. (نیل الاوطار ص ۲۰۰ ج ۷) و مثله فی عرف الجادی من جنان هدی المهدی ص ۲۰۱. الحاصل تمام مکاتبِ فکر کے نزدیک گستاخِ رسول کا شرعی حکم یہی ہے ظاہر ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں ہی تمام علماء نے اس مسئلہ کا مذکورہ شرعی حکم بیان فرمایا بر خلاف اس کے مولانا وحید الدین خاں اپنی مذکورہ کتاب (شتم رسول کا مسئلہ) میں لکھتے ہیں ان آیتوں سے قتل شاتم رسول کا مسئلہ نکالنا لغت اور تفسیر کے علم سے کشتی لڑنے کے ہم معنی ہے ص ۱۱۵ نیز ص ۱۱۶ پر لکھا کہ پاکستان کے ایک عالم مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رشدی کے خلاف ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ رشدی جیسے ملعون کا واجب القتل ہونا کئی آیات سے ثابت ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ تمام مکاتب فکر کے علماء کے نزدیک شاتم رسول کا یہی شرعی حکم ہے لیکن وحید الدین خاں صاحب اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں آخر میں لکھتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام تر خود ساختہ مسئلہ ہے اس کا خدا کی کتاب سے کوئی تعلق نہیں ص ۱۱۷ (معاذ اللہ استغفر اللہ العظیم) میں صرف ایک واقعہ عرض کرتا ہوں بقیہ تفصیلی دلائل رسالہ میں ملاحظہ فرمائیں جس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ یہ مسئلہ خود ساختہ نہیں۔

واقعہ: ایک یہودی اور ایک منافق کے درمیان جو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا کرتا تھا تنازعہ ہو گیا یہودی حق پر تھا اس نے اس بظاہر مسلمان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس فیصلہ کرانے کیلئے کہا اس منافق کے دل میں چور تھا اسے معلوم تھا کہ وہاں تو نہ سفارش چلے گی اور نہ رشوت سے کام بنے گا اس لئے اس نے کہا کہ تمہارے عالم کعب بن اشرف کے پاس چلتے ہیں یہودی اس بات پر رضا مند نہ ہوا چنانچہ چار و ناچار حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہودی حق پر تھا فیصلہ بھی اسی کے حق میں ہوا منافق کو پسند نہ آیا تو وہ یہودی کو لیکر حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا وہاں سے بھی وہی حکم ملا لیکن اس کو بھی تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوا آخر دل میں سوچا کہ میں بظاہر تو مسلمان ہوں اور یہ یہودی ہے عمر کے پاس چلیں وہ یقیناً میرے اسلام کا پاس کرتے ہوئے

میرے حق میں فیصلہ دیں گے چنانچہ اس نے یہودی کو بھی اس پر رضامند کر لیا جب وہاں پہنچے تو یہودی نے عرض کی کہ پہلے حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر اس مقدمہ کا فیصلہ میرے حق میں کر چکے ہیں اب یہ مجھے آپ کے پاس لایا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا "روید کما حتی اَخرُجَ الیکما." میرے واپس آنے تک ٹھہرو چنانچہ آپ گھر تشریف لے گئے تلوار بے نیام کئے واپس آئے اور اس منافق کا سر قلم کر دیا اور فرمایا هکذا اقضی علی من لم یرض بقضاء الله و قضاء رسوله و نزلت الآية و قال رسول الله ﷺ اَنتَ الفَارُوق. یعنی جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتا میں اس کا یوں فیصلہ کیا کرتا ہوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حضور ﷺ نے اس دن حضرت عمرؓ کو الفاروق (حق و باطل میں فرق کرنیوالا) کے لقب سے سرفراز فرمایا۔

الجامع لاحکام القرآن ص ۲۶۳ جلد ۳ للعلامہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ

نیز احادیث رسول ﷺ میں بہت سے مقامات میں اس کی صراحت اور وضاحت موجود ہے۔ جیسا کہ آپ قبلہ حضرت صاحب کے رسالہ میں پڑھیں گے لیکن وحید صاحب نے صاف انکار کر دیا چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ "پورے ذخیرہ حدیث میں کوئی معتبر روایت ایسی موجود نہیں جس کے عبارت النص میں حکم دیا گیا ہو کہ سب وشتم کرنیوالے کو قتل کر دو ص ۱۱۷۔ معاذ اللہ (تو کیا ایسے راندہ درگاہ شخص کا حکم یہ ہے؟ کہ اس کی تعظیم کرو) استغفر اللہ العظیم

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا است
کار طفلاں تمام خواہد شد

اب ہم اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف تفویض کرتے ہیں وہی حق کا راستہ دکھانیوالا ہے آخر میں رب کریم کی بارگاہِ عالیہ میں دعا ہے کہ ہمیں سرکار دو عالم ﷺ کی تعظیم و توقیر کی دولت سے نوازے اور صحابہء کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے جو پیارے مصطفیٰ ﷺ سے والہانہ عشق و محبت رکھتے تھے اور آپ کے بچے ہوئے وضو کے پانی کو (بطور تبرک) حاصل کرنے کیلئے جان کی بازی لگا

دیتے تھے جیساکہ صحیح بخاری شریف میں ہے ص ۳۱ جلد ا باب استعمال فضل وضوء الناس. واذا توضأ النبی ﷺ کادوایقتتلون علی وضوئه. (ترجمہ) اور جب نبی کریم ﷺ وضو فرماتے تو لوگ آپ کے وضو سے گرنیوالے پانی کو لینے کے لئے لڑنے کو تیار ہو جاتے تھے۔ میں اپنے ابتدائیہ کو اس رباعی پر ختم کرتا ہوں

رباعی

نماز اچھی حج اچھا روزہ اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود ان کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جبتک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

فالحمد للّٰہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً لرب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین و علی عباد اللہ الصالحین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

استکتبہ (حافظ) غلام یاسین مفتی مرکزی دارالافتاء جامعہ حنفیہ دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑہ کتبہ معین المفتی غلام دستگیر اکبری مرکزی دارالافتاء جامعہ ھذا

۱۹ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۵ مئی ۲۰۰۰ء

تعظیم و توقیر مصطفیٰ ﷺ

(۱) یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا اٰباء کم و اخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ط ومن یتولھم منکم فاؤلیک ھو الظلمون (۲۳)

(۲) قل ان کان اٰباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال ن اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مسکن ترضونھا احب الیکم من اللّٰہ و رسولہ و جھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یا تی اللّٰہ بامرہ ط واللّٰہ لا یھدی القوم الفسقین (۲۴) پ۱۰ التوبۃ

(ترجمہ)

اے ایمان والو اپنے باپ اور بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں کوئی جو ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔ تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

(کنزالایمان)

(۳) یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا (۴۵) وداعیا الی اللّٰہ باذنہ و سراجاً منیراً. ۴۶. الاحزاب. ص ۲۲ جلد ۷

(ترجمہ) اے غیب کی خبریں بتانیوالے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکادینوالا آفتاب۔

(کنزالایمان)

عن عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ صاحب رسول اللہ ﷺ

یقول انی عبداللہ و خاتم النبیین وابی منجدل فی طینته و ساخبرکم عن ذلک انا دعوة ابی ابراھیم. و بشارة عیسٰی ورؤیا امی آمنه التی رأت و کذلک امھات النبیین یرین وان ام رسول اللہ ﷺ رأت حین و ضعته له نورا اضائت لھا قصور الشام ثم تلا یا ایھا النبی انا ارسلناك شاھدا و مبشرا و نذیرا وداعیا الی اللہ باذنه و سراجا منیرا. ہذا حدیث صحیح الاسناد ایضاً قال الذھبی صحیح. المستدرك للحاکم کتاب التفسیر ۴۱۸/۲

یہ حدیث پاک بالفاظ متقاربہ درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

اخرجه ابن حبان و ذکر الھیثمی فی موارد الظمآن (۵۱۲) کتاب علامات نبوة نبینا ﷺ باب فی اول امره (۲۹۳) واحمد فی المسند ۱۲۷/۴۔۱۲۸، والبزار فی مسنده اورده الھیثمی فی کشف الاستار ۱۱۳/۳. کتاب علامات النبوة: باب قدم نبوته (۲۳۶۵) والطبرانی فی المعجم الکبیر ۲۵۲/۱۸. ۶۲۹ والحاکم فی المستدرك ۶۰۰/۲ کتاب التاریخ باب ذکر اخبار سید المرسلین و قال صحیح الاسناد واقره الذھبی و ابونعیم فی حلیة الاولیاء ۸۹/۶ فی ترجمة ابوبکر الغسانی (۳۳۴) والبیھقی فی دلائل النبوة ۱۳/۲ جماعی ابواب المبعث باب الوقت الری کتب فیه محمد ﷺ نبیا. شرح السنة مؤلفه ابو محمد حسین بن مسعود بغوی متوفی ۵۱۶ھ ص ۱۲ جلد ۷ (ترجمہ) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے صحابی سے روایت ہے حضور فرماتے ہیں بیشک میں اللہ کا بندہ اور آخری نبی ہوں حالانکہ میرے باپ (آدم) اپنی خمیر میں لوٹ رہے تھے اور میں اس بات کی خبر دیتا ہوں کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا مصداق ہوں اور بشارت

عیسےٰ علیہ السلام ہوں اور اپنی ماں حضرت آمنہ کے خواب کا مصداق ہوں وہ جو اس نے دیکھا اور اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی ماؤں کو دکھایا جاتا رہا اور بیشک رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے ولادت کے وقت نور دیکھا جس سے ان کیلئے شام کے محلات روشن ہو گئے اس کے بعد حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی یاایھا النبی الآیۃ

(۴) انا ارسلناك شاھدا و مبشرا و نذیرا (۸) لتؤمنو باللہ و رسوله و تعزروہ و توقروہ ط و تسبحوہ بکرة و اصیلا (۹). الفتح ص پ ۲۶

(ترجمہ) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشی اور ڈر سناتا۔ تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔

(کنزالایمان)

(۵) لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوآدون من حاد اللہ و رسوله ولوکانوا اٰباء ھم او ابنائھم اواخوانھم اوعشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان و ایدھم بروح منه ویدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا رضی اللہ عنھم و رضو عنه اولئک حزب اللہ ط الا ان حزب اللہ ھم المفلحون (۲۲)

(ترجمہ) تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لیجائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔ (کنزالایمان)

سورہ مجادلہ کی آخری آیت کے شان نزول میں مفسرین کرام نے مندرجہ ذیل اقوال تحریر فرمائے ہیں۔

(۱) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ان کے باپ ابو قحافہ عثمان نے حضور نبی کریم ﷺ کی شان مبارک میں نازیبا الفاظ کہے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس گستاخی کی وجہ سے اپنے باپ کو اس زور سے طمانچہ مارا کہ وہ زمین پر گر پڑے جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا اے ابو بکر تم نے ایسا کیا ہے آپ نے عرض کی جی ہاں حضور علیہ السلام نے فرمایا دوبارہ ایسانہ کرنا عرض کی یا رسول اللہ اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اسے قتل کر دیتا۔ (۲) بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باپ جب جنگ بدر میں قیدی ہو کر آیا تو اس نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں بے ادبی کے الفاظ کہے حضرت ابو عبیدہ کے منع کرنے کے باوجود نہ باز آیا تو آپ نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ (۳) جنگ بدر میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے بیٹے کو مبارزت کیلئے للکارا اور حضور علیہ السلام سے اجازت طلب کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے کہ میں شہدا کے پہلے گروہ میں داخل ہو جاؤں تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اے ابو بکر ہمیں تم اپنی ذات سے فائدہ اٹھانے دو تو نہیں جانتا کہ تو میرے نزدیک میری سمع اور بصر کے قائم مقام ہے۔ (۴) اور جنگ احد میں حضرت مصعب بن عمیر نے اپنے سگے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کر دیا اور بعد میں آنیوالوں کو یہ سبق دیا کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے مقابلہ میں تمام رشتے ہیچ ہیں۔ (۵) اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کر دیا۔ (۶) مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ایک اور بھائی ابو عزیز بن عمیر کو ایک انصاری صحابی نے گرفتار کر لیا اور وہ اسے باندھ رہا تھا کہ حضرت مصعب نے دیکھ کر کہا اس کو اچھی طرح باندھو اس کی والدہ بہت مالدار ہے زیادہ فدیہ ادا کرے گی ابو عزیز نے سن کر کہا اے مصعب تم بھائی ہو کر اس طرح کہہ رہے ہو تو سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ نے ایمان افروز جواب دیا اس وقت تم میرے بھائی نہیں ہو بلکہ یہ انصاری میرا بھائی ہے جس نے تجھے گرفتار کیا ہے اسی طرح (۷) جنگ بدر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور عبیدہ ابن

الحارث کے مقابلہ میں عتبہ شیبہ اور ولید بن عتبہ آئے جو کہ ان کے عزیز اور رشتہ دار تھے تو رسول اللہ ﷺ کے ان جانثاروں نے ان کو کفار سمجھ کر قتل کر دیا۔ روح المعانی ایضا مظہری۔ ضیاء القرآن۔ تفہیم القرآن، معارف القرآن۔ تدبر قرآن۔ روح البیان۔ مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی اسی آیہ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان یہی تھی کہ اللہ اور رسول کے معاملہ میں کسی چیز اور کسی شخص کی پرواہ نہ کی اس کے بعد کچھ واقعات مذکورہ بالا تحریر کئے تفسیر عثمانی۔ تفسیر صاوی۔ تفسیر حسینی۔ تلک عشرۃ کاملۃ۔

(ترجمہ) اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو نبی کریم ﷺ کو (اپنی بدزبانی سے) ایذا دیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ وہ تو کان ہیں (کان کے کچے ہیں) فرما دیجئے وہ تمہاری بھلائی کیلئے کان ہیں اللہ پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں۔ اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کیلئے (وہ سرکار علیہ السلام) رحمت ہیں۔ اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں

(۸) ان کیلئے دردناک عذاب ہے (۶۱) (اے مسلمانوں) وہ منافق تمہارے لئے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ وہ تم کو راضی کر لیں حالانکہ اللہ اور اس کے رسول کا حق زائد تھا کہ وہ ان کو راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔ (۶۲) کیا انہوں نے نہ جانا کہ جس کسی نے بھی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی پس بیشک اس کے لئے جہنم کی آگ ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا یہ بہت بڑی رسوائی ہے (۶۳) التوبہ پ۱۰

(۹) بیشک جو لوگ ایذا دیتے اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (۵۷) (گستاخان رسول) پھٹکارے ہوئے ہیں جہاں کہیں ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کئے جائیں (۶۱) (الاحزاب پ۲۲) ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ گستاخ رسول لعنتی اور جہنمی اور ذلیل و خوار ہے اور یہ بھی پتہ چلا کہ رسول اللہ کی ایذا اللہ تعالیٰ کی ایذا کے مترادف ہے۔ دیکھو تفسیر بیضاوی، مدارک، ابو سعود تفسیر مظہری زیر آیت نمبر ۵۷ الاحزاب میں ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر تعظیم رسول کیلئے ہے گویا جس نے رسول اللہ کو ایذا دی

یقیناً اس نے اللہ کو ایذا دی۔ چنانچہ الصارم المسلول علی شاتم الرسول میں ابن تیمیہ نے لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ایذا کو اپنی ایذا کیساتھ ملایا ایسا ہی جیسا کہ اس نے رسول اللہ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا پس وہ کافر مباح الدم ہے۔

(۱۰) (ترجمہ) اے ایمان والو رسول اللہ کو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ ہم پر نظر کرم فرمائیں اور پہلے ہی سے غور اور توجہ سے سنو اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔ (۱۰۴۔ البقرہ)

جب حضور اقدس ﷺ صحابہ کرام کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی درمیان میں راعنا یا رسول اللہ عرض کیا کرتے اس کے یہ معنی تھے کہ یا رسول اللہ ہمارے حال کی اعانت فرمایئے (یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجئے) یہود کی لغت میں یہ کلمہ سوءادب کا معنی رکھتا تھا انہوں نے اسی نیت سے یہ (راعنا) کہنا شروع کیا حضرت سعد ابن معاذر ضی اللہ تعالیٰ عنہ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سنکر فرمایا اے دشمنان خدا تم پر اللہ کی لعنت ہو اگر اس کے بعد میں نے یہ کلمہ کسی کی زبان سے سنا تو اس کی گردن ماردوں گا یہود نے کہا ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں اس پر آپ کبیدہ خاطر ہو کر سرکار دوعالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے کہ یہ آیہء مبارکہ نازل ہوئی اور راعنا کہنے کی ممانعت فرمادی گئی اور اس کی بجائے انظرنا کا لفظ کہنے کا حکم دیا گیا اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی تعظیم و توقیر اور ان کی جناب میں ادب واحترام کے کلمات عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع۔ دربار انبیائے کرام میں انسان کو ادب کے اعلیٰ مراتب کا لحاظ لازمی وضروری ہے اور آخر آیت میں للکافرین۔ اسطرف مشیر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی جناب میں بے ادبی کفر ہے۔ تفسیر کبیر۔ مظہری۔ خزائن۔ اسباب النزول۔ روح المعانی۔ نور العرفان۔

(۱۱) (ترجمہ) اے محبوب اگر آپ ان سے پوچھیں تو ضرور وہ کہیں گے ہم تو صرف دل لگی اور کھیل کر رہے تھے آپ فرمادیں کیا اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کا تم استہزا کرتے ہو (۶۵) بہانے نہ بناؤ ایمان کے بعد تم کافر ہو چکے (۶۶) التوبۃ۔ پتہ چلا کہ جب استہزاء رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں توہین کرنا کفر ہے تو جدا یعنی ارادۃً بارگاہ اقدس میں بے ادبی بدرجہ اولیٰ کفر ہے اس آیت کے شان نزول میں مفسر قرآن حضرت ابن عباس کے شاگرد امام مجاہد راوی ہیں کہ ایک شخص کی اونٹنی گم ہوگئی سرکار نے ارشاد فرمایا فلاں جگہ ہے تو ایک منافق نے جواب میں کہا محمد ﷺ کو غیب کا کیا پتہ تو اللہ نے اس پر آیت نازل فرمائی۔ تفسیر جامع البیان ص ۳۷ الابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ الدر المنثور مؤلفہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ مصطفیٰ البابی الحلبی بمصر زادالمسیر۔ منافق اور گستاخ رسول ﷺ محلِ بخشش نہیں جبکہ وہ حالت کفر پر مرجائے جیسا کہ سورۃ توبہ آیت نمبر ۸۰ میں ہے۔ ترجمہ تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو گے تو اللہ ہر گز انہیں نہیں بخشے گا۔ یہ اس لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے منکر ہوئے۔ چنانچہ اس آیت کی تفسیر علامہ بیضاوی نے یوں فرمائی کہ یعنی (لن یغفر اللّٰہ لھم) میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مغفرت سے مایوسی اور آپ کے استغفار کی عدم قبولیت نہ تو ہمارے بخل کیوجہ سے ہے اور نہ حضور علیہ السلام میں کسی کمی کی وجہ سے ہے بلکہ ان کی بخشش نہ ہونے کا سبب انکا وہ کفر ہے جو ان کو بخشش سے پھیرنے والا ہے۔

الحکم الشرعی لساب النبی ﷺ وشاتمہ

(۶)

نمبر۱ قال محمد بن سهل سمعت على بن المدينى يقول دخلت على امير المومنين فقال لى اتعرف حديثا مسندا فيمن سب النبى ﷺ فيقتل قلت نعم فذكرت له حديث عبدالرزاق عن معمر عن سماك بن الفضل عن عروه ابن محمد عن رجل من بلقين قال كان رجل شتم النبى ﷺ فقال النبى ﷺ من يكفنى عدوّ لى فقال خالد بن الوليد انا فبعثه اليه فقتله فقال أمير المومنين ليس ہذا مسندا هو عن رجل فقلت يا امير المومنين بهذا يعرف هذا الرجل و قد بايع النبى ﷺ و هو معروف فامر لى بالف دينار. فتاوى السبكى ص۵۲۹ جلد۲ الامام ابى الحسن تقى الدين على بن عبدالكافى ۷۵۶ھ مطبوعه دارالمعرفت بيروت لبنان

نمبر۲ استدل محمد لبيان قتل المرأة اذا أعلنت بشتم الرسول ﷺ بماروى ان عمر بن عدى لما سمع عصماء بنت مروان تؤذى الرسول فقتلها ليلا مدحه ﷺ على ذلك (در مختار ص۲۸۰ جلد۳) مطبعه احياء التراث بيروت لبنان

نمبر۳ فلوا علن بشتمه او اعتاده قتل ولوا مرأة و به يفتى اليوم (رد المختار ص۲۷۸ جلد۳)

نمبر۴ والحق انه يقتل عندنا اذا أعلن بشتمه عليه الصلوة والسلام صرّح به فى سير الذخيرة. (در مختار ص۲۸۰ جلد۳) مطبوعه احياء التراث بيروت لبنان

نمبر۵ اذصرحوا قاطبة بانه يعزر على ذلك و يؤدب وهو

يدل على جواز قتله زجرا لغيره اذيجوز الترقى فى التعزير الى القتل اذا عظم موجبه.

مجموعہ رسائل (الرسالۃ الخامسۃ عشرۃ ص ۳۵۳) ابن عابدین

نمبر۶ وفى حديث ابن عباس و حديث الشعبى دليل على انه يقتل من شتم النبى ﷺ و قد نقل ابن المنذر الاتفاق على ان من سب النبى ﷺ صريحا وجب قتله و نقل ابوبكر الفارسى احد ائمة الشافعية فى كتاب الاجماع ان من سب النبى ﷺ بما هو قذف صريح كفر باتفاق العلماء فلو تاب لم يسقط عنه القتل لان حد قذفه القتل وحد القذف لا يسقط بالتوبة.

نيل الاوطار شوكانى ص ۲۰۰ جلد ۷ مطبعه البابى الحلبى بمصر.

بذل المجهود فى حل ابوداؤد ص ۳۰۰ جلد۱۷ مؤلفه خليل احمد سهانپورى متوفى ۱۳۴۶ھ مطبعه ندوة العلماء لكهنؤ (الهند) والله اعلم بالصواب

(۷)

ولا تطع كل حلاف مهين هماز مشاء بنميم. مناع للخير معتد اثيم عتل بعد ذلك زنيم. ان كان ذا مال و بنين. اذا تتلى عليه ايتنا قال اساطير الاولين. سنسمه على الخرطوم. القلم پ۲۹ (ترجمہ) اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانیوالا ذلیل بہت طعنے دینے والا بہت ادھر کی ادھر کی لگاتا پھرنیوالا بھلائی سے بڑا روکنے والا حد سے بڑھنے والا گنہگار درشت خواس سب پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا اس پر کہ کچھ مال اور بیٹے رکھتا ہے جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں کہتا ہے کہ اگلوں کی

کہانیاں ہیں قریب ہے کہ ہم اس کی سور کی سی تھوتھنی پر داغ دیں گے۔ (کنز الایمان)

جسٹس پیر کرم شاہ صاحب لکھتے ہیں وہ کمینہ اور رذیل شخص بارگاہ رسالت میں اس لئے گستاخی کی جرأت کرتا ہے کہ اس کے پاس مال و دولت کی فراوانی ہے اور اس کے بہت سے بیٹے ہیں اور جب اسے میرا رسول میری آیتیں سناتا ہے تو بڑی بے حیائی سے کہتا ہے کہ یہ خدا کا کلام نہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

اس آیت میں ایک خاص شریر کافر ولید بن مغیرہ کی صفات رذیلہ بیان کر کے اس سے اعراض کرنے اور اس کی بات نہ ماننے کا خصوصی حکم دیا گیا ہے (کما رواہ ابن جریر عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

زنیم کے معنی وہ شخص جس کا نسب کسی باپ سے ثابت نہ ہو۔ جس شخص کے یہ اوصاف بیان کئے گئے ہیں وہ ایسا ہی غیر ثابت النسب تھا۔ (تفسیر معارف القرآن مؤلفہ مفتی محمد شفیع دیوبندی)

زنیم ایسا شخص جو کسی قوم یا قبیلہ سے نہ ہو مگر اس کی جانب منسوب کر دیا گیا ہو۔ انما الزنیم فی لغة العرب هو الدعی فی القول قاله جریر وغیر واحد من الائمة (ابن کثیر) وهو الدعی الملصق بالقوم ولیس منهم (معالم) (تفسیر ماجدی مؤلفہ عبد الماجد دریا بادی)

وبمعناه (تفسیر عثمانی مؤلفہ مولانا شبیر احمد عثمانی)

الزنیم کا میر المستلحق فی قوم لیس منهم۔ فرا (نحوی) نے عتل بعد ذلک زنیم میں زنیم کی یہی تفسیر بیان کی ہے اور کامل للمبرد میں ابو عبید نے روایت کیا ہے کہ نافع نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ زنیم کا کیا معنی ہے تو یہ آپ نے فرمایا هو الدعی الملذق (تاج العروس ۸/ ۳۲۹ مؤلفہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵) اس آیت کے نزول پر ولید اپنی ماں کے پاس پہنچا اور بولا کہ حضور ﷺ نے میرے دس عیوب بیان فرمائے نو کو تو میں اپنے اندر پاتا ہوں دسویں کی مجھے خبر ہے۔ سچ بتا میں حرامی ہوں یا حلالی سچ کہنا ورنہ تیری گردن مار دوں گا تب اس کی ماں بولی کہ تیرا باپ نامرد تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ اس کے بعد اس کا مال غیر لے

جائیں گے تب میں نے فلاں چرواہے کو بلا لیا تو اس سے پیدا ہوا (خزائن و روح و صاوی وغیرہ) اس سے معلوم ہوا کہ جس کے دل میں حضور ﷺ سے عناد ہو اور آپ کی بدگوئی اس کا مشغلہ ہو وہ حرامی ہوتا ہے۔

(تفسیر نور العرفان مؤلفہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب)

عن انس قال قال رسول الله ﷺ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من والده و ولده والناس اجمعین (متفق علیه)

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی ﷺ نے تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا تا آنکہ میں اسے ماں باپ اولاد اور سب لوگوں سے پیارا ہو جاؤں۔ یہاں پیار سے مراد طبعی محبوب ہے نہ کہ صرف عقلی کیونکہ اولاد کو ماں باپ سے طبعی الفت ہوتی ہے یہ ہی محبت حضور سے زیادہ ہونی چاہئے اور بحمدہ تعالیٰ ہر مومن کو حضور جان و مال اور اولاد سے زیادہ پیارے ہیں۔ عام مسلمان بھی مرتد اولاد بے دین ماں باپ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ حضور کی عزت پر جان نچھاور کر دیتے ہیں۔ غازی عبد الرشید غازی علم دین عبد القیوم وغیرہ کی زندہ جاوید مثالیں موجود ہیں۔ (مرآت شرح مشکوٰۃ ص ۳۰ جلد ۱)

عہد نبوی میں گستاخ رسول ﷺ کی سزا

کعب بن اشرف یہودی کا قتل کعب بن اشرف یہودی کا شاعر تھا جو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی ہجو میں مشغول رہتا تھا ہجرت کے تیسرے سال میں ۱۴ ربیع الاول شریف کی رات اس گستاخ رسول کو قتل کر دیا گیا۔ صحیح بخاری جلد ۲ ص ۵۷۶، صحیح مسلم جلد ۲۔ ۱۱۰ مدارج النبوۃ ۲، ۱۸۲

کعب بن اشرف کے قتل کے بعد تاجر حجاز ابو رافع کا قتل واقع ہوا۔

بخاری شریف۔ ۲/ ۵۷۷ مدارج النبوۃ

ابن اخطل گستاخ رسول کو کعبہ کے پردوں کے درمیان لپٹے ہوئے قتل کر دیا گیا۔

بخاری شریف ۱/ ۲۴۹، سیرت حلبیہ ۳ ۔ ۹۱

اور اس (ابن اخطل) کو وہاں قتل کرنے کا حکم دینا۔ یہ حضور علیہ السلام کا خاصہ ہے۔
(حاشیہ بخاری شریف ۲۴۹)

ایک نابینا صحابی کی یہودیہ لونڈی سرکار مدینہ ﷺ کی شان میں بے ادبی گستاخی کرتی تھی نابینا صحابی نے اسے قتل کر دیا۔ ابو داؤد شریف ۲۴۳

بشر نامی منافق کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور سرور عالم ﷺ کے فیصلے کو نہ ماننے کیوجہ سے قتل کر دیا۔ مظہری، جلالین، روح البیان،

ایک شخص حارث بن طلاطلا حضور نبی کریم ﷺ کو ایذا دیتا تھا اسے حضرت علی المرتضے شیر خدا نے قتل کر دیا۔
(مدارج النبوۃ ۲/ ۵۰۱)

ایک قریبہ نامی بھی گستاخی کیوجہ سے فتح مکہ کے دن قتل کر دی گئی۔
(مدارج النبوۃ ۲/ ۵۰۶)

ارنب کنیز ابن خطل بھی قتل کر دی گئی۔

ایک گستاخ رسول (جس کے قتل کا حکم بارگاہ رسالت سے صادر ہو چکا تھا وہ) مقیس ابن صبابہ کو لوگوں نے بازار میں پایا تو وہیں قتل کر دیا۔ کنز العمال ص ۲۹۸ جلد ۵ مطبعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد مؤلفہ علامہ علی متقی بن حسام الدین متوفی ۹۷۵ھ۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور شعبی کی حدیثوں میں اس بات پر دلیل ہے کہ شاتم رسول ﷺ کو قتل کیا جائے گا۔ ابن منذر نے نقل کیا ہے کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو گالی دینے والا واجب القتل ہے ابو بکر فارسی نے جو کہ شوافع میں سے ایک بہت بڑے امام ہیں اپنی کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو جس نے صریح گالی دی تو وہ باتفاق العلماء کافر ہے اور اگر وہ توبہ کرے تو بھی اس کا قتل ساقط نہیں ہو گا۔ اس لئے کہ رسول کریم ﷺ کے قذف کی سزا قتل ہے اور حد قذف توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

نیل الاوطار۔ شوکانی ۷/ ۲۰۰ مطبعہ البابی الحلبی مصر۔ بذل المجہود فی حل ابو داؤد ۱۷/ ۲۰۰ مؤلفہ خلیل احمد سہانپوری متوفی ۱۳۴۲ھ

کسی کو گالی دینے میں قتل کرنیکا حکم نہیں ہے سوائے اس شخص کے جو رسول

اللہ ﷺ کو گالی دے اسے قتل کیا جائے گا۔

شرح السنہ ۵/ ۲۰۱ بیروت۔ لبنان مؤلفہ امام حسین بن مسعود بغوی

ایک یہودی عورت حضور نبی کریم ﷺ کی گستاخی کیا کرتی تھی اور آپ کی شان اقدس میں بے ادبی کے الفاظ بکتی تھی ایک صحابی نے زور سے اس کا گلا دبایا جس سے وہ مر گئی۔

ابو داؤد شریف ۲/ ۲۴۴۔ اس سند کے تمام رجال صحیح ہیں۔ حاشیہ ابو داؤد۔

جس شخص نے میرے ایک بال کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور ابو نعیم اور دیلمی میں یوں ہے کہ حضور ﷺ کے بال مبارک کو اذیت پہنچانے والے پر آسماں اور زمین کی وسعتوں کے برابر لعنت ہو۔

فیض القدیر ص ۱۹ جلد ۶ مؤلفہ علامہ محدث عبد الرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ مکتبہ تجاریہ کبری مصر

حضرت مولی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا نبی کی سو ادبی کرنیوالے کو قتل کر دو اور صحابی کو گالی بکنے والے کو سزا دو۔

شفاء شریف ص ۳۸۳ جلد ۲

مترجم مولانا اطہر نعیمی خطیب جامع مسجد آرام باغ کراچی مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

حضرت کعب بن علقمہ کی روایت میں ہے کہ حضرت غرفہ بن حارث کندیؓ جنھیں حضور علیہ السلام کے صحابی ہونیکا شرف حاصل ہے۔ کسی ذمی آدمی پر گذرے اور اسے حضرت غرفہ نے اسلام کی دعوت دی اس نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں اظہار بے ادبی کیا تو اسے حضرت غرفہؓ نے قتل کر دیا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے کہا ان لوگوں نے ہمارے ساتھ عہد کر کے اطمینان پکڑا ہے حضرت غرفہؓ نے کہا ہمارا ان سے اس بات پر معاہدہ نہیں ہے کہ وہ ہمیں اللہ اور اللہ کے رسول کے بارے میں تکالیف پہنچائیں۔

حیاۃ الصحابہ ص ۴۰۴ حصہ پنجم

اقوال آئمہ

نمبر۱ چھٹی صدی ہجری کے جلیل القدر امام قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی تنقیص کرنیوالے صراحتہ یا اشارۃً گالی دینے والے آپ کی ذات وصفات نسب وغیرہ میں عیب لگانیوالے یا تحقیر و تصغیر واستہزا کرنیوالے کو قتل کر دیا جائے۔ اس پر علماء کا اجماع ہے اور آئمہ فتاویٰ اس پر متفق ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے زمانہ سے آج تک

(شفاء شریف ص۱۸۶ جلد ۲ تا ۱۹۰)

نمبر۲ جس کسی نے نبی کریم ﷺ کی گستاخی کی یا آپ کی ذات یا آپ کی کسی صفت میں عیب نکالا خواہ وہ گستاخی کرنیوالا آپ کی امت (اجابت) سے ہو یا نہ ہو خواہ وہ یہودی یا نصرانی ہو یا اسلامی حکومت میں پناہ لینے والا ذمی کافر ہو یا وہ حربی کافر ہو خواہ وہ عمداً توہین کرے یا سہواً یا مذاقاً یا بطور غفلت ہر حالت میں وہ ابدی دائمی کافر ہو گیا۔

اس کی توبہ نہ عند اللہ قبول ہے نہ عند الناس شریعت مطہرہ میں متاخرین مجتہدین کے نزدیک اجماعاً اور اکثر متقدمین کے نزدیک شریعت مطہرہ کی رو سے اس کا یقینی حکم یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے حکومت یا اس کے نمائندے حکم قتل میں سستی نہ کریں۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ص۳۸۶ جلد ۴)

نمبر۳ حضور نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی بے ادبی کرنیوالے کی توبہ دنیا اور آخرت میں قبول نہیں اس کے علاوہ سب کفار کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔

(الاشباہ والنظائر ص ۲۶۱)

نمبر۴ مذہب امام ابو حنیفہ کے فتاویٰ میں ہے کہ جس شخص نے حضور ﷺ کو گالی دی اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں خواہ وہ مومن ہو یا کافر اور ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کی گستاخی کیوجہ سے ذمی کا عہد ٹوٹ جاتا ہے۔

تفسیر مظہری ص ۱۹۱ جلد ۴

نمبر۵ ذمی اگر علی الاعلان حضور ﷺ کو گالی دے یا آپ کو گالی دینا اس کی عادت بن جائے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ اگرچہ عورت ہی کیوں نہ ہو۔ آج کل اسی پر فتویٰ ہے۔

(رد المختار ص ۲۱۳ جلد ۴) مطبوعہ مصر البابی الحلبی

نمبر۶ علماء امت کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والا اور حضور ﷺ کی توہین کرنیوالا کافر ہے۔ اس کیلئے اللہ تعالیٰ کی وعید ہے اور امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے۔ جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے کافر ہے۔

الشفاء ص ۱۹۰ جلد ۲

نمبر۷ جو مسلمان رسول اللہ ﷺ کی توہین کرے، تکذیب کرے، عیب لگائے یا آپ کی شان اقدس میں کسی طرح سے تنقیص کا مرتکب ہو تو اس نے اللہ کیساتھ کفر کیا اور اس کی بیوی اس وجہ سے اس کے نکاح سے خارج ہو گئی۔

(کتاب الخراج للقاضی امام ابو یوسف ص ۱۸۲)

نمبر۸ نام نہاد مسلمان گستاخ رسول کے کفر اور قتل پر آئمہ اربعہ (امام اعظم ابو حنیفہ امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم) کا اتفاق ہے

(الصارم المسلول ابن تیمیہ حنبلی ص ۵)

نمبر۹ قال محمد سهل سمعت علي بن المديني يقول دخلت على امير المومنين فقال لي اتعرف حديثا مسندا فيمن سب النبي ﷺ فيقتل قلت نعم فذكرت له حديث، عبدالرزاق عن معمر عن سماك بن الفضل بن عروة ابن محمد عن رجل من بلقين قال كان رجل شتم النبي ﷺ فقال النبي ﷺ من يكفني عدوالى" فقال خالد بن الوليد انا فبعثه اليه فقتله فقال امير المومنين ليس بهذا مسندا هو عن رجل فقلت يا امير المومنين بهذا يعرف هذا الرجل و قد بايع النبي ﷺ وهو معروف وامر لي بالف دينار ص ۵۲۹ جلد۲ فتاوى السبكي مؤلفه الامام ابى الحسن تقي الدين على بن عبدالكافي السبكي. المتوفى ۷۵۶ھ

مطبعی دارالمعرفه بیروت لبنان اماسب النبی ﷺ فالاجماع منعقد علی انه کفر والاستهزاء به کفر قال اللّٰه تعالٰی (ابا للّٰه وایاته و رسوله کنتم تستهزؤن لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم) بل لولم تسهزؤا قال ابوعبید القاسم بن سلام فیمن حفظ شطربیت مما هجا به النبی ﷺ فهو کفر و قد ذکر بعض من الف فی الاجماع اجماع المسلمین علی تحریم ما هجی به النبی ﷺ و کتابته و قرأته و ترکه متی وجد دون محوه. (فتاوی السبکی ص ۵۷۳ جلد۲) مطبعه دارالمعرفه بیروت لبنان

ترجمہ:۔ محمد بن سہل فرماتے ہیں میں نے علی بن مدینی سے سنا وہ فرما رہے تھے میں امیر المومنین کے پاس گیا تو انھوں نے مجھے کہا کہ آپ کوئی ایسی مسند حدیث جانتے ہیں کہ جس میں کسی شخص نے نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی ہو اس بنا پر اسے قتل کر دیا گیا ہو؟ تو میں نے ایک حدیث بیان کی کہ ایک آدمی نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو گالی دی تھی تو سرکار نبی کریم ﷺ نے (اپنے اصحاب سے) ارشاد فرمایا اس دشمن سے میری کون کفایت کرتا ہے حضرت خالد بن ولید نے عرض کیا میں تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کو بھیجا وہ اسے قتل کر آئے امیر المومنین نے مجھے (اس حدیث کے سنانے پر) ایک ہزار 1000 دینار دینے کا حکم دیا۔

لیکن حضور نبی کریم ﷺ کو (معاذ اللہ) گالی دینا تو علماء کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کفر ہے نیز آپ کا استہزا کفر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسولوں سے ہنستے ہو۔ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔ بلکہ اگر نہ بھی وہ استہزا کریں ویسے ہی ایسی گفتگو کریں تب بھی کافر ہو گئے ابو عبید قاسم بن مسلم نے کہا جس شخص نے شعر کا ایک مصرع یاد کیا جس میں پیارے مصطفیٰ ﷺ کے بے ادبی اور ہجو ہے۔ یہ بھی کفر ہے۔ بعض وہ لوگ جنہوں نے اس مسئلہ (شاتم رسول کا حکم) پر کتب تحریر کی ہیں انہوں نے مسلمانوں کا اجماع ذکر کیا ہے۔ کہ حضور انور ﷺ کی ہجو کرنا اور اس کو لکھنا اور پڑھنا سب حرام ہے بلکہ اس لکھے ہوئے کو جب قدرت پائے فوراً مٹا دے۔

گستاخ رسول کے متعلق علماء دیوبند کی عبارات

مولوی حسین احمد مدنی اپنی کتاب شہاب ثاقب کے ص ۶۱ پر لکھتے ہیں "ہم خود پہلے لطائف رشیدیہ ص ۲۲ میں سے عبارت نقل کر چکے ہیں کہ حضرت مولانا گنگوھی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اس بحث کو بوضاحت تامہ حضرت مولانا نے مع دلائل کے ذکر فرمایا ہے۔"

سوال: شاعر جو اپنے اشعار میں آنحضرت ﷺ کو صنم یا بت یا آشوب ترک فتنہ عرب باندھتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

جواب: یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا اگرچہ معنی حقیقیہ بمعانی ظاہرہ خود مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے مگر تاہم ایہام گستاخی واہانت واذیت ذات پاک حق تعالیٰ شانہ اور جناب رسول اللہ ﷺ سے خالی نہیں۔ یہی سبب ہے کہ حق تعالیٰ نے لفظ راعنا بولنے سے صحابہ کو منع فرمایا انظرنا کا لفظ عرض کرنا ارشاد کیا حالانکہ مقصود صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہرگز وہ معنی کہ جو یہود مراد لیتے تھے نہ تھی مگر ذریعہ شوخی یہود کا اور موہم اذیت و گستاخی جناب رسالت کا تھا لہذا حکم ہوا لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا الخ اور علیٰ ہذا حضرات صحابہ کا پکار کر بولنا مجلس شریف آنحضرت ﷺ میں ہرگز بوجہ اذیت و گستاخی معاذ اللہ نہ تھا بلکہ حسبِ عادت و طبع تھا۔ مگر چونکہ اذیت و بے اعتنائی شان والا کا اس میں ایہام تھا یہ حکم ہوا۔ اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانیوالے نبی کی آواز سے اور ان کی حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ کیا صاف حکم ہے کہ اگرچہ تمہارا قصد گستاخی نہیں مگر اس فعل سے تمہارے حبط اعمال ہو جاویں گے اور تم کو خبر بھی نہ ہو گی اور ایسا ہی حدیث میں تکنی بکنیۃ ابی القاسم آپ کی حیات شریف میں منع ہو گئی تھی بوجہ اذیت ذات سرور عالم کے کوئی کسی

کو اگر پکارے گا تو آپ یہ سمجھ کر کہ مجھ کو ارادہ کرتا ہے التفات فرمائیں گے حالانکہ نادی ہر گز اذیت رسول اللہ ﷺ نہیں کرتا تھا اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ اشعث بن قیس کندی جب آئے تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ ہم میں نہیں ہیں اور یہ عرض والغیب عند اللہ تعالیٰ بایں وجہ تھی کہ سب عرب از قریش تا کندہ بنو اسمٰعیل ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہماری ماؤں کو تہمت زنا مت لگاؤ اور ہمارے نسب کی نفی ہمارے باپوں سے مت کر ہم اولاد نضر ہیں دیکھو اس لفظ میں فقط ایہام بعید کو کس قدر آپ نے نفی کر کے نہی فرمایا اور کلام کا ادب تلقین کیا۔ علیٰ ہذا خبثت نفسی کو منع فرمایا۔ اور لقست نفسی کی اجازت دی کہ وہ بظاہر سخت لفظ ہے گو معنی ایک ہیں الحاصل ان الفاظ میں گستاخی اور اذیت ظاہرہ ہے پس ان الفاظ کا بکنا کفر ہو گا۔

(ترجمہ) بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ احزاب آیت ۵۷

لیکن اگر کوئی شخص بلا قصد و ارادہ ایسے الفاظ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں استعمال کرتا ہے جس سے اس کا ارادہ نہ تو تنقیص کا تھا اور نہ عیب جوئی کا بلکہ ان الفاظ سے معاذ اللہ لعنت سب و شتم نسبت کذب یا کوئی ایسا مفہوم متصور ہو تا ہو جس کی نسبت سرکار دو عالم علیہ السلام کی ذات اقدس کے ساتھ مناسب نہیں یا اس نے ایسی خصوصیت کی نفی کی جو خاصہ نبوت میں شامل ہے مثلاً اس قائل نے کسی گناہ کبیرہ کی نسبت حضور کی ذات سے کی یا شان نبوت حضور علیہ السلام کے نسب علم نبوی یا تبلیغ اسلام میں مداہنت یا حضور علیہ السلام کے کلام کی تکذیب اور احادیث متواترہ میں شبہ کیا یا شبہ پیدا کرنے کی کوشش کی یا اس شخص نے ایسا کلمہ استعمال کیا جو بظاہر میرے مفہوم میں استعمال ہو تا ہو لیکن اس نے اس کلمہ کو مذمت و منقصت کے طور پر استعمال نہ کیا ہو خواہ یہ جہالت کے سبب سے ہو یا حالت سکر میں بے قابو ہو کر اس جرم کا ارتکاب کیا ہو قلت حفظ یا زباں کی لغزش کیوجہ سے یہ کلمہ زبان سے ادا ہو گیا ہو۔ ان تمام حالات میں ایسے شخص کیلئے بھی وہی حکم ہے جیسا کہ اس سے پہلے شخص کیلئے کیونکہ زبان کی لغزش۔ جہالت یا مذکورہ امور میں سے کسی دوسری وجہ سے انسان کو کفر میں

معذور نہیں سمجھا جا سکتا اور نہ عقل سلیم رکھنے والے کا کوئی عذر اس سلسلہ میں مسموع ہو گا۔ کتاب الشفاء ص ۴۰۰ جلد ۲ اردو فتاویٰ رشیدیہ ص ۷۱۔ ۷۲

بلکہ شفاء میں تو یہ ہے ایک معزز شخص نے مدینہ طیبہ کی زمین کو امام مالک رضی اللہ عنہ کے سامنے ردی اور بیکار کہا امام مالک رضی اللہ عنہ نے اس کو تیس درّے مارنے کا حکم دے دیا اور فرمایا یہ شخص تو قابل گردن زدنی ہے کیونکہ اس مقدس سرزمین جہاں سرور کائنات آرام فرما ہیں اس کو ردی اور بیکار کہتا ہے اور اس کو پاک و طیب اور منفعت بخش نہیں سمجھتا۔

(شفا مع شرح شفا ملا علی قاری و علامہ خفاجی ص ۴۳۵ جلد ۳ دار الفکر بیروت)

ماخذومراجع

کتاب الٰہی

(۱) قرآن مجید

احادیث مبارکہ

(۲) صحیح بخاری شریف — محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ

(۳) صحیح مسلم شریف — مسلم بن حجاج قشیری متوفی۔۲۶۱ھ

(۴) ابوداؤد — سلیمان بن اشعث متوفی۔۲۷۵ھ

(۵) المستدرک — محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی۔۴۰۵ھ

(۶) کنزالعمال — علی متقی بن حسام الدین متوفی۔۹۷۵ھ

(۷) شرح السنۃ — امام حسین بن مسعود بغوی متوفی ۵۱۶ھ

کتب شروح حدیث

(۸) فیض القدیر — علامہ عبدالرؤف مناوی متوفی۔۱۰۰۳ھ

(۹) مرقات شرح مشکوٰۃ — علی بن سلطان محمد قاری متوفی۔۱۰۱۴ھ

(۱۰) بذل المجہود شرح ابوداؤد — خلیل احمد سہارنپوری متوفی۔۱۳۴۶ھ

(۱۱) مرآت شرح مشکوٰۃ — مفتی احمد یار خانؒ

کتب تفاسیر

(۱۲) کنزالایمان — اعلیحضرت امام اہلسنت احمد رضاخان بریلوی متوفی۔ ۱۳۴۰ھ

(۱۳) الجامع لاحکام القرآن — محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی۔۶۶۸ھ

(۱۴) تفسیر روح البیان — علامہ محمد اسماعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ

(۱۵) تفسیر روح المعانی — سید محمود آلوسی بغدادی متوفی۔۱۲۷۰ھ

(۱۶) تفسیر مظہری — قاضی ثناءاللہ پانی پتی متوفی۔۱۲۲۵ھ

(۱۷) تفسیر صاوی — احمد بن محمد صاوی مالکی متوفی۔۱۲۴۱ھ

(۱۸) تفسیر حسینی فارسی — سید حسین الواعظ کاشفی

(۱۹) تفسیر عثمانی — شبیر احمد عثمانی متوفی۔۱۳۶۹ھ

(۲۰) تفسیر تدبر قرآن — امین احسن اصلاحی

(۲۱) تفسیر تفہیم القرآن — مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ

(۲۲) تفسیر معارف القرآن — مفتی شفیع دیوبندی متوفی۔۱۳۹۶ھ

(۲۳) تفسیر جامع البیان — ابو جعفر محمد بن جریری طبری متوفی ۳۱۰ھ

(۲۴) تفسیر در منشور — علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ

(۲۵) تفسیر کبیر — فخرالدین محمد بن ضیاء الدین متوفی ۶۰۶ھ

(۲۶) تفسیر خزائن العرفان — صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی متوفی۔۱۳۶۷ھ

(۲۷) تفسیر نورالعرفان — مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ

(۲۸) تفسیر ماجدی — عبدالماجد دریاآبادی

(۲۹) تفسیر ابن کثیر — عمادالدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ

(۳۰) تفسیر زادالمسیر — عبدالرحمان بن علی محمد جوزی متوفی ۵۹۷ھ

(۳۱) تفسیر ضیاء القرآن — جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری

(۳۲) تفسیر بیضاوی — قاضی عبداللہ بن عمر متوفی ۶۸۵ھ

کتب سیرت

(۳۳) شفاء شریف — قاضی عیاض بن موسیٰ متوفی۔۵۴۴ھ

(۳۴) سیرت حلبیہ — علامہ علی بن برہان الدین حلبی متوفی ۱۰۴۴ھ

(۳۵) مدارج النبوۃ — شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ

(۳۶) حیات صحابہ — مولانا محمد یوسف کاندھلوی۔

کتب فقہ

(۳۷) کتاب الخراج۔ — قاضی امام ابو یوسف متوفی۔۱۸۲ھ

(۳۸)	الاشباہ والنظائر	زین الدین بن ابراھیم ابن نجیم متوفی۔ ۹۷۰ھ
(۳۹)	فتاویٰ سبکی	امام ابوالحسن تقی الدین علی بن عبدالکافی سبکی متوفی ۷۵۶ھ
(۴۰)	ردالمختار	محمد امین ابن عابدین شامی۔ ۱۲۵۲ھ
(۴۱)	در مختار	محمد بن علی حصکفی متوفی۔ ۱۰۸۸ھ
(۴۲)	فتاویٰ رضویہ	امام احمد رضا متوفی۔ ۱۳۴۰ھ
(۴۳)	نیل الاوطار	شیخ محمد بن علی شوکانی ۱۲۵۰ھ
(۴۴)	مجموعہ رسائل ابن عابدین	شامی ۱۲۵۲ھ
(۴۵)	فتاویٰ رشیدیہ	رشید احمد گنگوھی
(۴۶)	شہاب ثاقب	حسین احمد مدنی
(۴۷)	خلاصہ الفتاوی	شیخ طاہر بن عبدالرشید
(۴۸)	فتح بریلی کا دلکش نظارہ	مولانا رفاقت حسین فاروقی
(۴۹)	عرف الجادی	ابوالخیر میر نورالحسن خاں
(۵۰)	الصارم المسلول	تقی الدین ابن تیمیہ حرانی متوفی ۷۲۸ھ

لغت

(۵۱)	تاج العروس	سید مرتضےٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ

ناموسِ نبی ﷺ کی خاطر ہم ہر باطل سے ٹکرائیں گے
جو راہ میں ہماری آئے گا، ہم اس کو مار گرائیں گے

یہ مسئلہ ہے جب ایمان کا ، کیا خطرہ ہے جسم و جان کا
اس مسئلے کو جو چھیڑے گا، پھر تاج اچھالے جائیں گے

کیا حاجت ہے ہمیں زندگی کی، پھر زندگی میں شرمندگی کی
سب وار کے پونجی جندڑی کی ، خود بدن پہ کفن سجائیں گے

گستاخ نبی ﷺ کا چلتا پھرے، کیوں عاشق دل میں جلتا رہے
گستاخ کو آگ لگا کے ہی، سینے کی آگ بجھائیں گے

اس راہ محبت میں ہم سے ، مہمان بنے جو جیلوں کے
کل خلد بریں کے باغوں میں، تختوں پہ دیکھے جائیں گے

اس راہ میں جن کو زخم لگے، وہ پھول ہیں گویا جنت کے
انہیں ساقی کوثر محشر میں، بھر بھر کے جام پلائیں گے

محبوب کی عزت گر مانگے، آصف کی جان بھی حاضر ہے
اِک جان نہیں ان پر تو ، لکھ بار بھی صدقے جائیں گے